الفضل

ہفت روزہ انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:۔ نصیر احمد قمر

جلد 20 جمعۃ المبارک 27/دسمبر 2013ء 24/صفر 1435 ہجری قمری ❁ 27/فتح 1392 ہجری شمسی شمارہ 52

کسی پر فسق یا کفر کی تہمت نہ لگاؤ

حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو فسق اور کفر کی تہمت نہ لگائے کیونکہ اگر وہ شخص خدا تعالیٰ کے نزدیک کافر یا فاسق نہیں تو کہنے والے پر یہ کلمہ لوٹے گا یعنی کہنے والا خدا کی نظر میں کافر اور فاسق ہوگا۔

(بخاری کتاب الادب ینھی من السباب واللحن حدیث 981 صفحہ 387)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے مسلمان کی تعریف اور حقیقتِ اسلام کا پُر معارف بیان۔

آج ہر احمدی اس یقین پر قائم ہے کہ وہ مسلمان ہے اور احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے ہمارے مخالفین کی ایک کے بعد دوسری نسل اس دنیا سے گزرتی چلی جائے گی لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کو نہ کبھی نقصان پہنچا سکے ہیں اور نہ پہنچا سکیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ نہ یہ لوگ ہم سے کبھی حقیقی مسلمان ہونے کا اعزاز چھین سکے اور نہ چھین سکیں گے۔ ہم مسلمان تھے، ہم ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ رہیں گے۔ مَیں مخالفینِ احمدیت سے بھی کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر سے نہ لڑو اور نام نہاد علماء کی مخالفت کی آواز کے بجائے خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول کی آواز کو سنو۔

جماعت احمدیہ برطانیہ کے 47ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر حدیقۃ المہدی آلٹن میں یکم ستمبر 2013ء بروز اتوار سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب

دوسری و آخری قسط

پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآنِ کریم تمام انبیاء پر ایمان لانے والوں کو مسلمان کہتا ہے۔ ہر نبی کے زمانے کے لوگ اُس نبی کے ماننے والے مسلمان ہیں۔ خدا تعالیٰ کو ایک ماننے والے بھی مسلمان ہیں۔ مختلف حوالوں سے قرآنِ کریم نے مختلف لوگوں کو مُسلِمین اور مُسلِمُون کے لفظ سے نوازا ہے۔ لیکن باقی نبیوں کے ماننے والے مسلمان نہیں کہلاتے۔ کسی کا یہ نام نہیں رکھا۔ یہ اعزاز صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کو حاصل ہے۔ اس لئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کعبہ کی دیواروں کو کھڑا کرتے ہوئے جو دعا کی تھی اُس میں اپنے دونوں کے لئے مسلمان بننے کی دعا کے ساتھ اپنی نسل میں سے امّتِ مسلمہ بنانے کی دعا کی تھی۔ پس وہ عظیم نبی جو اُن کی نسل میں سے مبعوث ہوا اُس کی امّت کا نام مسلمان رکھا گیا جس کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ حج کی آیت 79 میں یہ فرمایا تھا کہ ھُوَ سَمّٰکُمُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ مِنۡ قَبۡلُ وَفِیۡ ھٰذَا۔ کہ اُس اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے، اس سے پہلے بھی اور اِس قرآن میں بھی۔ پس بیشک ہر نبی کی خصوصیات یہ ہیں کہ وہ مسلمان ہیں لیکن اُن کی امّت کا نام، اُن کے ماننے والوں کا نام مسلمان نہیں رکھا گیا۔ مسلمان ہونے کی معراج صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ملنی تھی، اس لئے کہ پہلے نبیوں کے ماننے والوں کے احکامات محدود سوچ اور علاقائی تھے، وہ اپنے دائرے میں اُن پر عمل کر کے بیشک اللہ تعالیٰ کے احکام ماننے والے بنے لیکن مسلمان ہونے کی وسعت تک وہ نہیں پہنچ سکے تھے۔ اُن کا اسلام بھی محدود تھا۔ یہ نام اُس وقت ممکن تھا جب اللہ تعالیٰ کی تعلیم انسانی تقاضوں کا احاطہ کر کے اپنی انتہا کو پہنچنی تھی۔ یہ اُس وقت ممکن تھا جب یہ اعلان ہونا تھا کہ اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا (المائدہ:4)۔ یعنی آج کے دن مَیں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر میں نے اپنی نعمت تمام کر دی اور میں نے اسلام کو تم پر دین کے طور پر پسند کر لیا۔ یہ اُس وقت ممکن تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کے طور پر مبعوث ہو کر اپنی امّت اور کُل انسانیت کے لئے کامل اُسوۂ حسنہ بننا تھا۔ یہ اُس وقت ممکن تھا جب امن کے پارسا علماء بھی بنی اسرائیل کے انبیاء جتنا درجہ پانے والے تھے۔ یہ اُس وقت ممکن تھا جب نبوت کے راستے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت سے مشروط کرنے تھے۔

آج ہم جو احمدی کہلاتے ہیں، ھُوَ سَمّٰکُمُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ، کا سب سے زیادہ ادراک رکھتے ہیں کہ ہم نے تمام منزلوں کو طے کرتے ہوئے اسلام کی حقیقت کو پالیا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق اور غلامِ صادق پر ہمارے مخالف الزام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ اپنے آپ کو نبی اللہ کہہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اونچا مقام اپنے آپ کو دیتے ہیں اور اس لئے اسلام کے دائرے سے خارج ہیں۔ اگر ان اندھوں کی عقل کی آنکھ ہو، اگر ان کے جہالت کے پردے اتریں تو ان کو نظر آئے کہ حقیقی اسلام کا ادراک تو بانی جماعت احمدیہ نے ہمیں دیا ہے، آپ کے چند اقتباسات پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

”ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لُبّ لُباب یہ ہے کہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ۔ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گذران سے کوچ کریں گے، یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اِتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل یا تغییر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔ اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اِتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ راہِ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتدا اس امام الرسلؐ کے حاصل ہو سکیں۔ کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلّی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔ اور ہم اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ جو راستباز اور کامل لوگ شرف صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو کر تکمیل منازل سلوک کر چکے ہیں اُن کے کمالات کی نسبت بھی ہمارے کمالات اگر ہمیں حاصل ہوں بطور ظل کے واقع ہیں اور ان میں بعض ایسے جُزئی فضائل ہیں جو اَب ہمیں کسی طرح سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ غرض ہمارا اُن تمام باتوں پر ایمان ہے جو قرآن شریف میں درج ہیں اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کی طرف سے لائے اور تمام مُحدثات اور بدعات کو ہم ایک فاش ضلالت اور جہنم تک پہنچانے والی راہ یقین رکھتے ہیں۔“

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 170-169)

فرمایا کہ: ”ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ جنت حق ہے اور آگ حق ہے اور حشر اجساد بھی حق ہے اور انبیاء کے معجزات بھی حق ہیں۔ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ نجات صرف اسلام اور ہمارے نبی سید الوریٰ کی اتباع میں ہے اور ہر وہ چیز جو اسلام کے خلاف ہے ہم اُس سے بیزار ہیں۔ اور ہم ہر اُس چیز پر ایمان رکھتے ہیں جو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے خواہ ہم اُن کی بلند حقیقت کو نہ سمجھ سکتے ہوں۔ اور جو اس کے خلاف ہمارے بارے میں کچھ کہے تو اس نے یقیناً ہم پر کذب اور افتراء کیا...... اور جان لو کہ میرا دین اسلام ہے اور توحید باری تعالیٰ پر میرا یقین ہے اور میرا دل نہ تو گمراہ ہوا ہے اور نہ ہی سرکش ہوا ہے۔ اور جس نے قرآن کو ترک کیا اور قیاس کی پیروی کی تو وہ اُس انسان کی مانند ہے جو کہ درندے کی درندگی کا شکار ہو گیا ہے اور مہلک گڑھے میں گر گیا اور ہلاک ہو کر فنا ہو گیا۔ اور اللہ جانتا ہے کہ میں عاشقِ اسلام ہوں اور حضرت خیر الانام کا فدائی ہوں اور احمدِ مصطفیٰؐ کا غلام ہوں۔“

(اردو ترجمہ از عربی، التبلیغ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 388-387)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ”جہاں تک ہمارے عقائد کا تعلق ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں ثابت قدم رکھا ہے تو اے میرے بھائی تُو جان لے کہ ہم اللہ کو رب سمجھتے ہوئے اُس پر ایمان لائے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی سمجھتے ہوئے ایمان لائے۔ اور ہم اس پر بھی ایمان لائے کہ وہ خاتم النبیین ہیں۔ اور ہم فرقان پر ایمان لائے کہ وہ اللہ رحمان کی طرف سے ہے۔ اور ہم ہر اس بات کو جو قرآن کے بیانات اور اُس کے محکمات اور اُس کے قصوں کے مخالف ہے ہرگز قبول نہیں کرتے خواہ وہ عقلی امر ہی کیوں نہ ہو یا ان آثار میں سے ہو جنہیں اہلِ حدیث حدیث کے نام سے موسوم کرتے ہیں یا وہ اقوالِ صحابہ میں سے یا تابعین میں سے ہو۔ کیونکہ قرآنِ کریم وہ کتاب ہے جس کا لفظ لفظ تواتر سے ثابت ہے اور وہ وحی متلوّ اور قطعی یقینی ہے۔ اور جو اس کی

قطعیت کے بارے میں شک کرے وہ ہمارے نزدیک کافر، مردود اور فاسقوں میں سے ہے۔ قرآن قطعیت تامہ کے ساتھ مخصوص ہے اور وہ اپنے مرتبے میں ہر کتاب اور ہر وحی سے برتر ہے کیونکہ یہ مسِّ انسانی سے پاک ہے۔ اس کے علاوہ اور کتابیں یا آثار اس مقام کو نہیں پہنچتیں۔ اور جو اس کتاب کے علاوہ دوسری کتاب کو اس پر ترجیح دیتا ہے تو یقیناً اس نے شک کو یقین پر ترجیح دی۔"

(اردو ترجمہ از عربی عبارت تحفہ بغداد روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 31)

یہ مختلف حوالے مختلف سالوں کے حساب سے مَیں نے لئے ہیں۔ پہلی روحانی خزائن کی جلد سات ہے۔ اس سے آگے تین سے شروع کئے ہیں، اگلی مختلف جلدیں ہیں تا کہ پتہ لگے تواتر سے مختلف جگہوں پر آپ کے بیان کس طرح آرہے ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

"یاد رہے کہ جس قدر ہمارے مخالف علماء لوگوں کو ہم سے نفرت دلا کر ہمیں کافر اور بے ایمان ٹھیراتے اور عام مسلمانوں کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ یہ شخص مع اس کی تمام جماعت کے عقائدِ اسلام اور اصولِ دین سے برگشتہ ہے۔ یہ اُن حاسد مولویوں کے وہ افتراء ہیں کہ جب تک کسی دل میں ایک ذرہ بھی تقویٰ ہو ایسے افتراء نہیں کر سکتا۔ جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنا رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کی کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر "حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ" ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔ بالخصوص قصّوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روزِ حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جلّ شانہٗ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعتِ اسلام میں سے ایک ذرّہ کم کرے یا ایک ذرّہ زیادہ کرے یا ترکِ فرائض اور اِباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُـحَـمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور اسی پر مریں۔ اور تمام انبیا اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنّت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے۔ اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افتراء کرتا ہے۔ اور قیامت میں ہمارا اس پر یہ دعویٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں۔ اَلَآ اِنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ وَالْمُفْتَرِيْنَ۔"

(ایام الصلح روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 322 تا 324)

پس کون ہے جو اس بیان کے بعد کہہ سکے کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو گرایا ہے اور اسلام کی اُس تعریف سے باہر نکلے ہیں جو قرآنِ کریم نے کی ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھول کر بیان فرمایا ہے۔

جو یہ کہتے ہیں مَیں نے ان کے فتوے جو خود ایک دوسرے کے خلاف ہیں وہ بھی پڑھ کر سنائے۔ آج جماعت احمدیہ کے علاوہ مسلمانوں کا کوئی فرقہ یا جماعت نہیں جو کلمہ گوؤں کے خلاف کفر کے اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے کے فتوے نہ دیتی ہو۔ ہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو کافر کہنے والوں اور آپ پر کفر کا فتویٰ دینے والوں کو یہ ضرور فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جو کلمہ گو کو کافر کہتا ہے وہ خود اسی الزام کے نیچے آتا ہے۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجّال نہیں ہو سکتا۔ ہاں ضالّ اور جادۂ صواب سے منحرف ضرور ہوگا۔ اور مَیں اُس کا نام بے ایمان نہیں رکھتا۔ ہاں مَیں ایسے سب لوگوں کو ضالّ اور جادہ صدق وصواب سے دُور سمجھتا ہوں جو اُن سچائیوں سے انکار کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے میرے پر کھولی ہیں۔ مَیں بلاشبہ ایسے ہر ایک آدمی کو ضلالت کی آلودگی سے مبتلا سمجھتا ہوں جو حق اور راستی سے منحرف ہے۔ لیکن مَیں کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا جب تک وہ میری تکفیر اور تکذیب کر کے اپنے تئیں خود کافر نہ بنا لیوے۔ سو اس معاملہ میں ہمیشہ سے سبقت میرے مخالفوں کی طرف سے ہے کہ انہوں نے مجھ کو کافر کہا۔ میرے لئے فتویٰ طیار کیا۔ میں نے سبقت کر کے اُن کے لئے کوئی فتویٰ طیار نہیں کیا اور اس بات کا وہ خود اقرار کر سکتے ہیں کہ اگر مَیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان ہوں تو مجھ کو کافر بنانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فتویٰ اُن پر یہی ہے کہ وہ خود کافر ہیں۔" جیسا کہ حدیث میں سنا۔ "سو مَیں اُن کو کافر نہیں کہتا بلکہ وہ مجھ کو کافر کہہ کر خود فتویٰ نبویؐ کے نیچے آتے ہیں۔"

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 433-432)

پس اے مخالفینِ احمدیت! تم جو عامّۃ المسلمین کے جذبات کو انگیخت کر کے اُنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے خلاف مغلّظات بکنے پر مجبور کرتے ہو اور آپ کی قائم کردہ جماعت کے خلاف جہاں بس چلتا ہے ظلموں کی دیواریں کھڑی کرنے کی کوشش کرتے ہو اپنے گریبانوں میں جھانکو کہ تمہارے یہ فعل خدا تعالیٰ کی پکڑ کے نیچے تیزی سے تمہیں لاتے جا رہے ہیں۔ عامّۃ المسلمین سے بھی مَیں یہ کہتا ہوں کہ مومن میں تو بڑی فراست ہوتی ہے، تم یہ دیکھو کہ آج تبلیغِ اسلام ہم کر رہے ہیں یا یہ تکفیر کے فتوے لگانے والے۔ لاکھوں سعید روحیں اسلام کی آغوش میں جماعت احمدیہ کی تبلیغ سے آ رہی ہیں۔ کل ہی میں نے ایک واقعہ سنایا تھا کہ ایک مولوی صاحب افریقہ میں ہماری کتابیں لٹریچر لے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ اسی علم کی وجہ سے تو میں اب تک انیس عیسائیوں کو مسلمان بنا چکا ہوں۔ آج قرآنِ کریم کی اشاعت ہم کر رہے ہیں یا یہ تکفیر کے فتوے لگانے والے۔ آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے خوبصورت پہلوؤں سے ہم دنیا کو آگاہ کر رہے ہیں یا یہ تکفیر کے فتوے لگانے والے۔ آج دنیا میں مسجدوں کی تعمیر ہم کر رہے ہیں یا یہ کفر کے فتوے لگانے والے۔ آج دنیا میں انسانیت کی خدمت صحت میں، تعلیم میں، خوراک میں، پانی پہنچانے میں اور دوسری ضروریات پوری کرنے میں ہم کر رہے ہیں یا یہ تکفیر کے فتوے لگانے والے۔ سعید فطرت خود اعتراف کر رہے ہیں ہزاروں خط مجھے آتے ہیں، دفتروں میں آتے ہیں، ہمارے ایم ٹی اے کو آتے ہیں کہ ایم ٹی اے کے پروگرام دیکھ کر ہمیں تسلی ہے کہ کوئی تو اسلامی جماعت ہے جو اسلام کے خوبصورت نام کی حفاظت کر رہی ہے اور اسلام پر حملہ کرنے والوں کے منہ بند کر رہی ہے۔

اس وقت مَیں پھر چند واقعات پیش کر دیتا ہوں۔

امریکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بننے والی گستاخانہ فلم کے حوالے سے بینن سے ہمارے مبلغ صاحب مجھے لکھتے ہیں کہ جب آپ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر خطبہ دیا تو نیشنل امام کو جو ملک کا نیشنل امام تھا، خطبہ دینے کے بعد جب ہمارے معلمین اور صدر صاحب اس خطبہ جمعہ کا فرنچ ترجمہ تقسیم کرنے کی غرض سے ایک اور بڑی مسجد میں پہنچے تو ایک بڑے مولوی نے یہ خطبہ ان سے لیا۔ چند لفظ پڑھنے کے بعد اُس نے کہا کہ ہمارے لئے نہایت شرم کا مقام ہے کہ جن کو ہمارے علماء مسلمان نہیں سمجھتے وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور حفاظت میں سب سے سبقت لے گئے ہیں۔ ہم اُن سے کیا مقابلہ کریں گے۔ پھر بینن کے نیشنل امام کو جب میرا یہ خطبہ پہنچایا گیا تو اُن کے منتظمین میں سے ایک علاّمہ صاحب نے کہا کہ بینن میں اسلام کے علم بردار ہونے کا تو ہم دعویٰ کرتے ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں جماعت احمدیہ ہم سے بہت آگے نکل چکی ہے۔ اگر کوئی جماعت حقیقی اسلام کی پیروی کر رہی ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہی ہے۔

پھر بورکینا فاسو سے ایک شخص لکھتے ہیں کہ مَیں ایک لامذہب شخص تھا، ایک دن دل میں خیال آیا کہ یا تو عیسائی ہو جاؤں یا پھر اسلام قبول کر لوں۔ رات کو خواب میں مجھے کسی نے کہا کہ مسلمان ہو جاؤ۔ کہتے ہیں اتفاقاً ایک دن اُن کی ملاقات ہمارے معلم صاحب سے ہوئی اور گھر کے ریڈیو پر خطبہ لگا ہوا تھا، انہوں نے وہ سنا۔ انہوں نے کہا خطبہ کے الفاظ اور انداز اور اسلام کی ایسی حسین تعلیم میں نے کہیں سے کبھی نہیں سنی۔ اور خصوصاً مسلمان علماء نے تو کبھی ان باتوں کا ذکر نہیں کیا۔ اس خطبہ نے میرے دل پر ایسا اثر کیا کہ مجھ سے رہا نہ گیا اور میں تمام فیملی سمیت احمدیت میں داخل ہو گیا۔

پھر بیلجیم سے ایک مقامی دوست لوگو پیوگو (Logho Piergho) صاحب امسال جلسہ جرمنی میں شامل ہوئے، بیان کرتے ہیں کہ جب مَیں نے خلیفۃ المسیح کا جرمن مہمانوں سے خطاب سنا تو اس نے میرے اندر تبدیلی پیدا کر دی اور میں نے فیصلہ کیا کہ میں بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو جاؤں گا۔

پھر فرانس سے ایک صاحب لکھتے ہیں، اپنی فیملی کے تین افراد کے ساتھ انہوں نے بیعت کی تھی، اور اٹھارہ سو کلو میٹر کا سفر طے کر کے یہ ویلنسیا پہنچے تھے۔ اپنی قبولِ احمدیت کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ہمیشہ یہ بات میرے ذہن میں آتی تھی کہ جس اسلام پر آج کے مسلمان چل رہے ہیں یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا اسلام نہیں ہے۔ جب بھی یہ خیال میرے ذہن میں آتا تو مجھے بے چین کر دیتا اور مَیں اس حالت میں خدا تعالیٰ کے حضور بہت روتا کہ وہ میری رہنمائی کسی ایسی جماعت کی طرف کر دے جو سچے اور حقیقی اسلام پر عمل پیرا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ 2012ء میں وہ اپنے دوست کو ملے اور اپنی حالت بھی اُن کے سامنے بیان کی تو اُن کے دوست نے جواب دیا کہ میری بھی یہی حالت تھی لیکن خدا تعالیٰ نے ایک جماعت کی طرف میری رہنمائی کر دی ہے۔ کہتے ہیں دوست کے بتانے پر مَیں نے باقاعدگی کے ساتھ ایم ٹی اے دیکھنا شروع کر دیا۔ پھر ایم ٹی اے دیکھ کر اور خطبات سن کر میں احمدیت کی سچائی کا قائل ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ مجھے حقیقی اسلام مل گیا جس کی مجھے تلاش تھی۔ چنانچہ میں اپنی بیوی بچوں کے ساتھ بیعت کر کے اسلام اور احمدیت میں شامل ہو گیا۔

پس مولویوں کے فتووں کے پیچھے چلنے کی بجائے ان کا فرض ہے کہ خدا تعالیٰ سے مدد مانگیں۔

پھر نائیجر سے ایک صاحب متاری عمر صاحب جو مذہباً مسلمان ہیں کہتے ہیں کہ دنیا میں مسلمانوں کے جو حالات تھے مجھ سے دیکھے نہیں جاتے تھے اور میں اس فکر میں رہتا تھا کہ اسلام کیسے ترقی کرے گا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت سے تعارف ہونے کے بعد مجھے خلافت اور اُس کی برکات کا مسئلہ جلد ہی سمجھ آ گیا۔ مَیں اس جماعت کو پا کر بہت خوش ہوا جس کا ایک امام اور ایک خلیفہ ہے۔ کیونکہ اسلام نے تب تک ہی ترقی کی جب تک اُن میں خلافت رہی۔ کہتے ہیں کہ مجھے اس جماعت میں سب سے اچھی جو بات لگی وہ یہ ہے کہ جماعت ہمیشہ جو بھی بات پیش کرتی ہے اُس بات کی تائید میں ہمیشہ قرآن اور حدیث کا حوالہ دیتی ہے۔ جلسہ جرمنی کے آخری دن یہ صاحب بھی بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوئے۔

پھر ابوزیدی حسین صاحب، ان کا تعلق نائیجر سے ہے اور مذہباً مسلمان ہیں۔ بیلجیم میں رہتے ہیں۔ بیلجیم سے جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہونے کے لئے آئے۔ انہوں نے بتایا کہ جلسہ میں آنے سے قبل مَیں احمدی نہیں تھا لیکن جلسہ نے میری کایا پلٹ دی ہے۔ اب میں کہتا ہوں کہ سب کو جماعت میں شامل ہونا چاہئے کیونکہ یہ جماعت اُسی حقیقی اسلام پر عمل پیرا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دیا۔ وہ کہتے ہیں مَیں اس بات پر فخر محسوس کرتا ہوں کہ میں بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہو رہا ہوں۔ چنانچہ یہ دوست بھی اتوار کے روز اُس دن بیعت ہوئی تھی تو شامل ہو گئے۔

پھر ہالہ شیانہ صاحبہ لکھتی ہیں کہ 'مجالس الذکر' کا پروگرام بھی اب الحوار کی طرح ہو گیا ہے۔ اس وقت امّتِ مسلمہ کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کی باتوں کی سخت ضرورت ہے۔ آئندہ بھی اسی قسم کے مسائل پیش کیا کریں جو امّتِ مسلمہ کے ساتھ مخصوص ہیں اور امّت کی مشکلات کا حل ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اس طرح لوگ امام الزمان کی طرف مائل ہوں گے۔ اس قسم کے مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ عرب میڈیا کا ہے جو کہ ان دنوں جھوٹ اور فساد سے پُر ہے۔ لوگوں کو گمراہ کرنے، جھوٹ پھیلانے اور دین کے حوالے سے خبث پھیلانے کو اپنا شیوہ بنایا ہوا ہے۔ (یہ صرف وہاں نہیں بلکہ آپ دیکھ لیں ہر مسلمان ملک کا یہی حال ہے۔) اور ان دنوں عربی میڈیا ہی اسلام کو بدنام کرنے کا اوّلین کردار ادا کر رہا ہے۔ اس قسم کے ہزاروں عربی چینلز کے مقابل پر صرف ایک واحد چینل ایم ٹی اے ہے جس سے اسلام کا حقیقی نور ظاہر ہوتا ہے۔ کہتی ہیں مَیں سمجھتی ہوں کہ امام مہدی علیہ السلام کا پیغام دنیا میں اُسی وقت پہنچا ہے جبکہ بہت سے دجّالی فتنوں سے بھرے اس فاسد میڈیا نے دنیا میں جگہ لی ہوئی ہے۔ افسوس ہے اُن لوگوں پر جو دجال کی پیروی کر رہے ہیں اور حقیقتِ اسلام سے بہرے ہیں۔ میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

پھر ابادان شہر کے امام نمائش دیکھنے آئے اور یہ لکھا کہ جو کوئی بھی احمدیوں کو کافر کہتا ہے وہ یقیناً اسلام کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ مَیں نے امام جماعت احمدیہ کی

باقی صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 278

مکرم ہالہ شحاتہ عطیہ صاحبہ (2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرمہ ہالہ شحاتہ صاحبہ کے قبولِ احمدیت سے قبل کے بعض حالات کا تذکرہ کیا تھا جو قبول احمدیت کی طرف ان کے سفر کی پہلی سیڑھی ثابت ہوئے۔ گزشتہ قسط کے آخر پر دجال کے بارہ میں ان کے ایک رؤیا کا ذکر تھا جس کے بارہ میں وہ بیان کرتی ہیں:

دجال کے بارہ میں رؤیا سے میں نے یہ بھی سبق لیا کہ شاید اس میں خدا کی طرف سے یہ پیغام بھی مضمر تھا کہ مجھے قربِ قیامت کی علامات کے بارہ میں بھی غور کرنا چاہئے۔ اور جب ان کو پڑھا تو میں نے دیکھا کہ ان کا حرفاً حرفاً پورا ہونا ناممکن ہے۔ اور اگر ایسے امور ظاہری شکل میں پورے ہو بھی جائیں تو ان پر ایمان لانے سے کسی انسان کو کیا فائدہ ہوسکتا ہے؟ میں اس سوچ کے ساتھ ساتھ استغفار بھی کرتی تھی کہ کہیں یہ میرے سلبِ ایمان کا باعث ہی نہ ٹھہرے۔ میں ان روایات کے الفاظ کے پیچھے چھپی ہوئی حقیقت جاننا چاہتی تھی لیکن اسے اخذ کرنے سے قاصر تھی۔ بہرحال میں خدا تعالیٰ کے حضور استغفار اور دعا کرتی رہی جس کے بعد مذکورہ رؤیا کے مطابق مختلف واقعات اس طرح رونما ہوئے کہ وہ احمدیت تک پہنچنے کے لئے ایک سیڑھی کے مختلف زینے ثابت ہوئے۔

قرآن وحدیث ہی کافی ہے

میں تلاوت قرآن کریم کے دوران مختلف آیات کی تفسیر کے لئے بعض پرانی کتبِ تفسیر کی طرف بھی رجوع کرتی تھی۔ اس دوران میں نے دیکھا کہ کتب تفاسیر بہت سی دیومالائی حکایات اور خلافِ عقل امور سے اَٹی پڑی ہیں۔ میں کسی طور ان باتوں کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھی۔ یہ درست ہے کہ میں جنوں کے وجود کی قائل تھی اور میرا خیال تھا کہ یہ ہم سے مختلف کوئی اور ہی مخلوق ہیں۔ لیکن میں جنوں کے انسانوں کے سر پر سوار ہونے اور ان کو طرح طرح کے امراض میں مبتلاء کرنے کی قائل نہ تھی بلکہ اس کے برعکس مجھے بار بار یہی خیال آتا تھا کہ ایسی مخلوق کا بنی نوع انسان کو کیا فائدہ ہوسکتا ہے؟ اور اس میں کیا حکمت مضمر ہے کہ وہ تو ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور ہم انہیں نہیں دیکھ سکتے؟

اسی طرح میں بفضلہٖ تعالیٰ قرآن کریم میں ناسخ ومنسوخ کی بھی قائل نہ تھی کیونکہ یہ اس کے کمال کو بٹّہ لگانے والی بات ہے۔ اسی طرح ان کتب تفاسیر میں ایک ہی آیت کے سببِ نزول کے بارہ میں مختلف روایات پڑھ کر بھی مجھے تعجب ہوتا تھا کیونکہ میرے خیال کے مطابق نزولِ آیت کا سبب ایک ہی ہونا چاہئے تھا۔ یہ تو نہیں ہوسکتا کہ ایک ہی آیت کے نزول کے دو ایسے اسباب ہوں جو باہم مختلف بلکہ بعض حالات میں متضاد ہوں۔ ان تمام امور پر اطلاع پانے کے بعد میں نے کہا کہ ان کتب کے ذریعہ میں کسی واضح حقیقت تک ہرگز نہیں پہنچ سکتی۔ جن کتب کی اپنی حالت یہ ہے کہ وہ غلط وصحیح کا مجموعہ ہیں ان کے ذریعہ حق کے متلاشیوں کا صحیح راستے تک پہنچنا محال ہے۔ لہٰذا میں نے فیصلہ کیا کہ میرے لئے قرآن کریم اور صحیح احادیث شریفہ ہی کافی ہیں۔ ان کے علاوہ میں نے کسی کتاب کی طرف رجوع نہیں کرنا ورنہ خطرہ ہے کہ ہدایت کی بجائے میں کسی اور راستے پر ہی نہ نکل جاؤں۔

میدان صحافت میں

اسی عرصہ میں مجھے نیوز ایڈیٹر کے طور پر ایک کام کی آفر ہوئی۔ باوجودیکہ میں نے کیمسٹری میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی تھی اور اس میدان میں تخصص کیا تھا پھر بھی میں نے اس فیلڈ کے بالکل برعکس کام کی آفر کو قبول کرلیا۔ اس فیلڈ میں آکر مجھے پتہ چلا کہ اس میں بھی شرانگیزی اور حقد وبغض کی بھرمار ہے۔ یہ جان کر میں اس کام کو چھوڑنے کے بارہ میں سوچ ہی رہی تھی کہ اسی اثناء میں ایک روز انٹرنیٹ پر ریسرچ کے دوران مجھے ایک عیسائی ویب سائٹ مل گئی جسے پڑھا تو اس میں خدا تعالیٰ، قرآن کریم، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کا ذکر ایسے مجرمانہ پیرائے میں کیا گیا تھا کہ جسے پڑھ کر میری طبیعت مکدر ہوگئی۔ اس ویب سائٹ کو دیکھ کر معاً میرے ذہن میں یہ آیت آئی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ﴾ (المطفّفين: 30) یعنی: یقیناً وہ لوگ جنہوں نے جُرم کئے اُن لوگوں سے جو ایمان لائے ہنسی کیا کرتے تھے۔

علاوہ ازیں اس ویب سائٹ والوں نے یہ بھی لکھا کہ اسلام دہشت گردی، پسماندگی کا مذہب اور عورت کو حقارت کی نظر سے دیکھنے والا دین ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

میں نے پہلی مرتبہ اس قسم کے اعتراضات پڑھے تھے۔ لیکن بعد میں تحقیق کے دوران پتہ چلا کہ یہ باتیں تو تقریباً ہر عیسائی ویب سائٹ پر اور ان کے ہر ٹی وی چینل پر عام ہیں۔ اور ہر عیسائی بغیر سوچے سمجھے انہیں بیان کرتا پھرتا ہے۔ مجھے بعد از تحقیق یہ بھی معلوم ہوا کہ ان اعتراضات کا زیادہ تر مواد ان پرانی کتبِ تفسیر سے لیا گیا ہے جنہیں اکثر مسلمان غیر معمولی اہمیت دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس ویب سائٹ پر بعض متشابہ امور کو فتنہ برپا کرنے کی غرض سے اچھالا گیا تھا اور مولویوں کے فتاویٰ اور آراء کو اسلامی تعلیم قرار دے کر اس پر بھی اعتراضات کئے گئے تھے۔ بہرحال یہ سب کچھ پڑھ کر مجھے بہت تکلیف ہوئی، اور مندرجہ ذیل آیت میری زبان پر آگئی: ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا﴾ (آل عمران: 187) یعنی: اور تم ضرور ان لوگوں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور ان سے جنہوں نے شرک کیا، بہت تکلیف دِہ باتیں سنو گے۔

ان کی باتیں پڑھ کر میں سوچ میں پڑ گئی کہ آخر اس طرح کے اتہامات کا مقصد کیا ہے؟ اگر ان عیسائیوں نے اپنے دین کو سب سے اچھا ثابت کرنا تھا تو اس کی تعلیم پیش کرکے کیا جا سکتا تھا، لیکن دوسرے کے دین کو برا کہنے سے آپ کے دین کی صداقت کیسے ثابت ہوسکتی ہے؟ بلکہ ایسا تو شاید وہی کرے گا جسے اپنی تعلیم کی عظمت وافادیت پر یقین نہ ہو۔

عیسائیت کا گہرا مطالعہ

بہرحال اس صورتحال نے مجھے عیسائی دین کو گہرائی کے ساتھ پڑھنے کی طرف مائل کیا اور میں نے عیسائی عقائد اور تعلیم کے تفصیلی مطالعہ کا تہیہ کرلیا۔ سب سے پہلے میں نے بائبل کے مختلف تراجم کا گہرا مطالعہ کیا۔ میرا خدا گواہ ہے کہ میں نے بالکل غیر جانبداری اور انصاف کی نظر سے یہ تحقیق کا سفر جاری کیا تھا لیکن کچھ ہی دُور جا کر مجھے معلوم ہوا کہ بائبل تو بے شمار ایسے ''عجائب'' پر مشتمل ہے جن کا علم و عقل سے اختلاف واضح تھا۔ اور تو اور عورت کے بارہ میں بائبل کی تعلیم اس کی عزت ومقام کے سراسر منافی ہے، مثلاً یہ کہ اسے چرچ میں زبان کھولنے کی اجازت نہیں ہے، نیز یہ کہ عورت مرد سے پہلے شیطان کے قبضے میں آئی۔ نیز خدا کے مقرب اور انبیاء کے نام سے ایسے ایسے جرائم اور شیطانی افعال کا ذکر کیا گیا ہے کہ جسے پڑھ کر جبین شرم سے جھک جاتی ہے۔ اسی طرح اس میں دشمنوں اور مدِّ مقابل اقوام کے بارہ میں ایسی سخت تعلیم ہے کہ جسے پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں مثلاً یہ کہ ایسی مخالف اقوام کی عورتوں کو بھی قتل کردو اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان کے پیٹ پھاڑ دو۔ شاید اسی بنا پر جارج برنارڈ شا نے لکھا تھا کہ یہ دنیا کی خطرناک ترین کتاب ہے جسے تالہ لگا کر رکھنا چاہئے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس کتاب میں کوئی خیر باقی نہیں رہی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت سے اچھے امور بھی باقی رکھے ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ نے اس میں توحید کی تعلیم محفوظ کی ہے تاکہ اس کے ذریعہ تثلیث کے عقیدہ کے خلاف حجت قائم ہوسکے۔ اسی طرح مسیح کی زبانی خدا کے بندے اور رسول ہونے کا اقرار موجود ہے۔ اسی طرح اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں پیشگوئیاں بھی محفوظ ہیں۔

ردّ عیسائیت کی ایک کوشش

میں نے اپنی مذکورہ بالا اس تحقیق کے نتیجہ میں ایک مقالہ تحریر کیا جسے کتابی شکل دی تاکہ میری طرح کے متلاشیانِ حق کے لئے راہنمائی کا باعث ٹھہرے۔ ایک روز ٹی وی کے مختلف چینلز بدلنے کے دوران مجھے ایک مصری شیخ ابو اسلام احمد کا ''الأمة'' نامی چینل مل گیا۔ وہ اس وقت مصر میں مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی کوششوں کا ذکر کررہے تھے۔ یہ سن کر میرے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ میں انہیں اپنی تحقیقی کتاب دکھاؤں۔ چنانچہ میں ان سے ملی اور جب انہیں اپنی کتاب دکھائی تو وہ فوراً ہی اس کی اشاعت پر راضی ہوگئے۔ گو ان کے چینل کے تحت ایک دارالنشر بھی چل رہا تھا جہاں کتب کی اشاعت سے پہلے لغوی اعتبار سے کتب کی نظر ثانی ہوتی تھی لیکن مضمون کی اہمیت وضرورت کے پیش نظر انہوں نے اس کتاب کو بغیر کسی چیکنگ کے فوراً ہی شائع کردیا۔ اس کے بعد میں نے اسی بارہ میں ایک اَور تحقیقی کتاب تیار کی جسے ایک اور دارالنشر نے شائع کردیا۔

اس عرصہ میں کئی مرتبہ میرے ذہن میں یہ سوال بھی اٹھا کہ مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانے اور اسے اولوالعزم رسولوں میں سے قرار دیئے جانے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے؟ حالانکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی دیگر انبیاء کی طرح اپنی تبلیغ کے سلسلہ میں تکالیف اٹھائیں، لیکن اس وقت شاید یہ مسئلہ میرے لئے اتنی اہمیت کا حامل نہ تھا جس قدر مجھے عیسائی عقائد کے ردّ کی لو لگی ہوئی تھی۔ لہٰذا میری مذکور بالا دونوں کتب میں زیادہ تر الزامی جواب پر انحصار کیا گیا تھا۔ اور مقصد یہ تھا کہ عیسائیوں کو ایسی بات سے لاجواب کیا جائے جس کا وہ انکار نہ کرسکیں۔

اس کام نے بفضلہٖ تعالیٰ میرے دل میں خدا تعالیٰ کے دین کے دفاع میں زندگی صرف کردینے کی غیر معمولی خواہش پیدا کردی۔

جماعت سے تعارف

اسی عرصہ میں مجھے پتہ چلا کہ شیخ ابو اسلام کا ''الأمة'' نامی چینل مالی وجوہات کی وجہ سے بند ہوگیا ہے۔ کچھ ایام کے بعد پتہ چلا کہ وہ کسی اور سیٹلائیٹ پر منتقل ہوگیا ہے۔ یہ سن کر میں نے بغیر سوچے سمجھے ہاٹ برڈ پر اس کی تلاش شروع کردی۔ اور لگتا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاص قدرت مجھے اس طرف لے آئی کیونکہ مجھے یہاں پر MTA مل گیا جس پر پہلا منظر میں نے یہ دیکھا کہ پروگرام الحوار المباشر چل رہا تھا جس میں بیٹھے شرکائے پروگرام کے چہروں کے گرد نور کے ایسے ہالے نظر آرہے تھے جیسے میں نے دیگر دینی چینلز پر آنے والے مولوی حضرات کے چہروں کے گرد کبھی نہ دیکھے تھے۔ الحوار المباشر کے شرکاء کی باتوں اور ان کے انداز میں اخلاص نمایاں تھا جس کی وجہ سے ان کی بات خود بخود دل میں جگہ بناتی جارہی تھی۔ میں نے بڑے شوق سے یہ پروگرام دیکھنا شروع کردیا۔ کچھ دنوں کے مشاہدہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچی کہ اسلامی تعلیم کو جس طرح یہ لوگ پیش کررہے ہیں ویسے تو میں نے کسی دینی چینل پر بڑے بڑے مولویوں کو بھی پیش کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ دیگر مولوی حضرات اسلام کو جس طرح پیش کرتے ہیں اس سے یہی تصور ابھرتا ہے کہ یہ ایک ایسا دین ہے جس پر جمود طاری ہے، جس میں کوئی روح نہیں، بلکہ وہ اسے ایسا مشکل بنا کر پیش کرتے ہیں جیسے کہہ رہے ہوں کہ اے سننے والو! تمہاری عقلیں موٹی ہیں، تم ان باتوں کو سمجھنے سے قاصر ہو لہٰذا بندروں کی طرح تم ہماری نقل کرتے جاؤ اور آنکھیں بند کرکے ہمارے پیچھے ہو لو۔

پھر میں نے دیکھا کہ MTA پہلا چینل تھا جس نے براہ راست پادریوں کو بائبل کی تعلیمات پر گفتگو کے لئے بلایا اور پلیٹ فارم فراہم کیا، نیز ان کے ساتھ بہت بہادری کے ساتھ لیکن ادب واحترام کے جواہر سے مرصع بڑے مہذب انداز میں بات کی جاتی رہی۔ ان پروگرامز کو دیکھ کر میں یہ ماننے پر مجبور ہوگئی کہ یہ لوگ ضرور خدا تعالیٰ کی طرف سے تائید یافتہ ہیں، تبھی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں عظمتِ اسلام ثابت کرنے کے لئے ہر قسم کے ضروری اسلحہ سے نوازا ہے۔ یہ سب جان کر میں نے دل ہی دل میں شیخ ابو اسلام کا شکریہ ادا کیا جس کے چینل کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے بہت بہتر چینل دکھا دیا اور میرا احمدیت سے تعارف ہوگیا۔

ازاں بعد میں نے عربی ویب سائٹ کھولی اور وہاں سے جماعت کی مختلف کتب پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جس سے مجھے جماعت کے موٹے موٹے عقائد اور طرزِ فکر کا کسی قدر اندازہ ہوگیا۔ اس کے بعد میں نے جماعت کے مخالفین کی ویب سائٹس پر جماعت کے خلاف شائع ہونے والے مواد کا بھی جائزہ لیا تو مجھے بہت افسوس ہوا کہ ان مخالفین کے اکثر الزامات حقیقت سے عاری ہیں جو ان کی بے عقلی اور حماقت کی دلیل ہے۔ آج کل تو تقریباً ہر مذہب کی ہی کتب انٹرنیٹ پر میسر ہیں۔ لیکن کاش یہ مخالفین اپنے اعتراضات سے قبل جماعت کی کتب بھی پڑھ لیتے تا ٹھوکر کھانے سے محفوظ رہتے۔

(باقی آئندہ)

بانئ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی صداقت کے تین شاہد

(تحریر فرمودہ: سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

دوسری و آخری قسط

دوسری چیز جس سے انسان کو کامیابی حاصل ہوتی ہے درستی عمل ہے اور اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوششوں میں سے میں ایک کوشش کو بطور نمونہ پیش کرتا ہوں۔

جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا مسلمانوں کی عملی سُستی اور بیچارگی حد سے بڑھی ہوئی تھی، عوام الناس کی قوتیں مفلوج ہو رہی تھیں اور خواص عیسائیت کے حملہ سے بچنے کیلئے اس کی طرف صلح کا ہاتھ بڑھا رہے تھے۔ اسلام کے خادم اپالوجسٹس (APOLOGISTS) کی صفوں میں کھڑے ان اسلامی عقائد کیلئے جنہیں یورپ ناقابلِ قبول سمجھتا تھا معذرتیں پیش کر رہے تھے۔ اُس وقت بانی سلسلہ احمدیہ نے اِن طریقوں کے خلاف احتجاج کیا، اُس وقت انہوں نے اپنی تنہا آواز کو دلیرانہ بلند کیا کہ اسلام کو معذرتوں کی ضرورت نہیں۔ اِس کا ہر حکم حکمتوں سے پُر اور اس کا ہر ارشاد صداقتوں سے معمور ہے۔ اگر یورپ کو اس کی خوبی نظر نہیں آتی تو یا وہ اندھا ہے یا ہم شمع اُس کے قریب نہیں لے گئے پس اسلام کی حفاظت کا ذریعہ معذرتیں نہیں بلکہ اسلام کی حقیقی تعلیم کو یورپ تک پہنچانا ہے۔ اُس وقت جب کہ یورپ کو اسلام کا خیال بھی نہیں آ سکتا تھا انہوں نے انگریزی میں اپنے مضامین ترجمہ کروا کے یورپ میں تقسیم کرائے اور جب خدا تعالیٰ نے آپ کو جماعت عطا فرمائی تو آپ نے انہیں ہدایت کی کہ جہاد اسلام کا ایک اہم جزو ہے اور جہاد کسی وقت چھوڑا نہیں جا سکتا۔ جس طرح نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اسلام کے ایسے احکام ہیں کہ جن پر عمل کرنا ہر زمانہ میں ضروری ہے اسی طرح جہاد بھی ایسے اعمال میں سے ہے جس پر ہر زمانہ میں عمل کرنا ضروری ہے اور اسی غرض کے لئے اللہ تعالیٰ نے جہاد کی دو صورتیں مقرر کی ہیں، ایک جنگ کے ایام کیلئے اور ایک صلح کے ایام کے لئے۔ جب مسلمانوں پر کوئی قوم اس وجہ سے حملہ آور ہو کہ کیوں انہوں نے اسلام کو قبول کیا ہے اور انہیں بزور اسلام سے منحرف کرنا چاہے جیسا کہ مکہ کے لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کیا تو اُس وقت ان کیلئے یہ حکم ہے کہ تلوار کا مقابلہ تلوار سے کریں اور جب غیر مسلم لوگ تلوار کے ذریعہ سے لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے سے نہ روکیں تو اُس وقت بھی جہاد کا سلسلہ ختم نہیں ہو جاتا۔ اِس وقت دلیل اور تبلیغ کی تلوار چلانے کا مسلمانوں کو حکم ہے تا کہ اسلام جس طرح جنگ کے ایام میں ترقی کرے صلح کے ایام میں بھی ترقی کرے اور دونوں زمانے اس کی روشنی کے پھیلانے کا موجب ہوں اور مسلمانوں کی قوتِ عملیہ کمزور نہ ہو۔

یاد رہے کہ اس جہاد کا ثبوت قرآن کریم میں بھی پایا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے قرآن کریم کے متعلق فرماتا ہے۔ فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا[1] یعنی کفار کی باتوں کو مت مان بلکہ قرآن کریم کے ذریعہ سے ان سے جہادِ کبیر کرتا چلا جا یہاں تک کہ لوگوں کے دلوں پر فتح پا لے۔

افسوس کہ مسلمانوں کی عملی طاقتیں چونکہ ماری گئی تھیں ان کے لیڈروں نے اس مسئلہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کی اور چونکہ وہ کام نہ کرنا چاہتے تھے اور یہ اقرار بھی نہ کرنا چاہتے تھے کہ وہ کام سے جی چُراتے ہیں انہوں نے یہ عجیب چال چلی کہ لوگوں میں شور مچانا شروع کر دیا کہ بانی سلسلہ احمدیہ جہاد کے منکر ہیں حالانکہ یہ سراسر بُہتان اور جھوٹ تھا۔ بانی سلسلہ احمدیہ جہاد کے منکر نہ تھے بلکہ ان کا یہ دعویٰ تھا کہ جہاد باقی ارکانِ اسلام کی طرح ہر زمانہ میں ضروری ہے اور چونکہ تلوار کا جہاد ہر زمانہ میں نہیں ہو سکتا اور چونکہ جماعت کا سُست ہو جانا اس کی ہلاکت کا موجب ہو جاتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے جہاد کی دو قسمیں مقرر کی ہیں۔ جب تلوار سے اسلام پر حملہ ہو تلوار کا جہاد فرض ہے اور جب لوہے کی تلوار کا حملہ ختم ہو تو قرآن کریم کی تلوار لے کر کافروں پر حملہ کرنا ہمارا فرض ہے۔ غرض جہاد کسی وقت نہیں چھوڑا جا سکتا۔ کبھی مسلمانوں کو تلوار کے ذریعہ سے جہاد کرنا پڑے گا اور کبھی قرآن کے ذریعہ سے۔ وہ جہاد کو کسی وقت بھی چھوڑ نہیں سکتے۔

غرض یہ عجیب اور پُر لطف جنگ تھی کہ جو شخص جہاد کے لئے مسلمانوں کو بُلا رہا تھا اور جہاد کو ہر زمانہ میں فرض قرار دے رہا تھا اُسے جہاد کا منکر کہا جاتا تھا اور جو لوگ نہ تلوار اُٹھاتے تھے اور نہ قرآن کریم کا جہاد کر رہے تھے، انہیں جہاد کا ماننے والا قرار دیا جاتا تھا مگر ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اس جنگ سے سلسلہ احمدیہ کے راستہ میں روکیں تو پیدا کی جا سکتی تھیں مگر اسلام کو کیا فائدہ تھا؟ اسلام حضرت زین العابدین کی طرح میدانِ کربلا میں بے یار و مددگار پڑا تھا اور مسلمان علماء جہاد کی تائید کا دعویٰ کرتے ہوئے اسلام کے لئے جہاد کرنے والوں کا مقابلہ کر رہے تھے اور دشمنانِ اسلام کے لئے انہوں نے میدان خالی چھوڑ رکھا تھا۔

شاید کوئی یہ کہے کہ دوسرے مسلمان بھی تو تبلیغ کرتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهٖ[2] جہاد امام کے پیچھے ہوتا ہے بغیر امام کے نہیں اور مسلمان اِس وقت کسی امام کے ہاتھ پر جمع نہیں۔ پس اِن کی تبلیغ تو بھاگی ہوئی فوج کے افراد کی منفردانہ جنگ ہے۔ کبھی اس طرح فتح حاصل نہیں ہوتی۔ فتح تو منظّم فوج کو ہوتی ہے جس کا افسر سب امور پر غور کر کے مناسب مقامات حملے کے لئے خود تجویز کرتا اور عقل اور غور سے جنگ کے محاذ کو قائم کرتا ہے۔ پس بعض افراد کی منفردانہ کوششیں جہاد نہیں کہلا سکتیں۔

آج اس قدر لمبے عرصہ کے تجربہ کے بعد سب دنیا دیکھ رہی ہے کہ عملی پروگرام جو بانی سلسلہ نے قائم کیا تھا وہی درست ہے پچاس سال کے شور کے بعد مسلمان تلوار کا جہاد آج تک نہیں کر سکے کفر کا فتویٰ لگانے والے مولویوں میں کسی کو آج تک تلوار پکڑنے کی توفیق نہیں ملی۔ قرآن کریم سے جہاد کرنے والے احمدیوں کو خدا تعالیٰ نے ہر میدان میں فتح دی ہے۔ وہ لاکھوں آدمی اِن مولویوں کی مخالفت کے باوجود چھین کر لے گئے ہیں اور یورپ اور امریکہ اور افریقہ میں ہزارہا آدمیوں کو جو پہلے ہمارے آقا اور مولیٰ کو گالیاں دیتے تھے حلقہ بگوشانِ اسلام میں شامل کر چکے ہیں اور وہ جو پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے تھے آج ان پر درود بھیج رہے ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ تنظیم کا نتیجہ ہے لیکن سوال یہ ہے کہ یہ تنظیم کیوں پیدا ہوئی اور کیوں دوسروں سے تنظیم کی توفیق چِھن گئی؟ اس کی وجہ یہی ہے کہ قوتِ عملیہ پیدا کرنے کا صحیح نسخہ استعمال نہیں کیا گیا۔ جس فوج کو مشق نہ کرائی جائے وہ وقت پر لڑ نہیں سکتی، جس قوم کو ہر وقت جہاد میں نہ لگایا جائے وہ خاص مواقع پر بھی جہاد نہیں کر سکتی پس اس معاملہ میں بھی فتح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حاصل ہوئی اور ثابت ہو گیا کہ جس نکتہ تک آپ کا دماغ پہنچا دوسروں کا نہیں پہنچا۔ دنیا نے آپ کا مقابلہ کیا اور شکست کھائی، آپ نے دنیا کے چیلنج کو قبول کیا اور فتح حاصل کی۔

تیسرا ذریعہ انسانی کامیابی کا محرکِ صحیح کا میسر آنا ہے۔ بانی سلسلہ کے دعویٰ کے وقت محرک کے بارہ میں بھی آپ میں اور دوسرے علماء میں اختلاف ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کے سامنے حقیقت پیش کی کہ انسانی زندگی کا نقطۂ مرکزی محبتِ الٰہی ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندہ کا تعلق محبت کا ہے تو سزا تابع ہے انعام اور بخشش کی، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابتدا بھی رحمت سے کی جاتی ہے اور انتہاء بھی رحمت سے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہر بندہ کو عبودیت اور بخشش کیلئے پیدا کیا ہے اور ہر بندہ کو یہ چیز نصیب ہو کر رہے گی۔ یہ جذبۂ محبت پیدا کر کے آپ نے اپنی جماعت کے دلوں میں عمل کا یہ محرک پیدا کر دیا کہ جب اللہ تعالیٰ کے ہم پر اس قدر احسانات ہیں تو ہمیں بھی اس کے جواب میں بطور اظہارِ شکر یہ اس مقصود کو پورا کرنا چاہئے جس کے لئے اُس نے دنیا کو پیدا کیا ہے۔ اس محبتِ الٰہی کے جذبہ نے انہیں تمام انعامات اور تمام دیگر خواہشات سے مستغنی کر دیا ہے۔ وہ عہدوں اور جزاء کے امیدوار نہیں۔ وہ سب ماضی کو دیکھتے ہیں اور آئندہ کیلئے خدا تعالیٰ سے سودا نہیں کرنا چاہئے۔ اس محرک کے متعلق بھی علماء نے اختلاف کیا وہ محبت کے جذبہ کو کُچلنے میں لُطف محسوس کرتے تھے۔ انہیں اس امر کا شوق تھا کہ دنیا کے سب بزرگوں کو جن کا نام قرآن کریم میں مذکور نہیں جھوٹا اور فریبی کہیں، انہیں شوق تھا کہ وہ اپنے اور یہود کے باپ دادوں کے سوا سب کو جہنم میں دھکیل دیں، وہ اس امر میں مسرت حاصل کرتے تھے کہ ایک دفعہ جہنم میں دھکیل کر وہ پھر کسی کو باہر نہیں نکلنے دیں گے، انہیں محبتِ الٰہی کے لفظ پر اعتراض نہ تھا لیکن وہ محبت پیدا کرنے کے سب ذرائع کو مٹا دینا چاہتے تھے، وہ خدا تعالیٰ کو ایک بھیانک شکل میں پیش کر کے کہتے تھے کہ ہمارا یہ خدا ہے، اب جو چاہے اس سے محبت کرے مگر کون اس خدا سے محبت کر سکتا تھا، نتیجہ یہ تھا کہ مسلمانوں کیلئے محرکِ حقیقی کوئی باقی نہ رہا تھا۔ چند وقتی سیاسی ضرورتیں، چند عارضی قومی جھگڑے انہیں کبھی عمل کی طرف مائل کر دیں تو کر دیں لیکن مستقل آگ، ہمیشہ رہنے والی جلن انہیں نصیب نہ تھی۔ مگر مرزا صاحب علیہ السلام نے باوجود کفر کے فتووں کے اس بات کا اعلان کیا کہ سب قوموں میں نبی گزرے ہیں، راستباز ظاہر ہوئے ہیں اور جس طرح موسیٰ علیہ السلام اور مسیح علیہ السلام خدا کے برگزیدہ تھے کرشن، رامچندر، بدھ، زردشت بھی خدا کے برگزیدہ تھے۔ اُس نے ہمیشہ محبت اور بخشش کا ہاتھ لوگوں کی طرف بڑھایا ہے اور آئندہ بڑھاتا رہے گا۔ نیز یہ کہ جس طرح وہ ماضی میں بخشش کا ہاتھ بلند کرتا رہا ہے آئندہ بھی وہ ایسا ہی کرے گا اور دائمی دوزخ کسی کو نہ ملے گی سب بندے آخر بخشے جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی سزا بطور علاج ہوتی ہے نہ بطور ایذاء اور تکلیف دہی کے۔ آہ! علماء کا وہ غصہ دیکھنے کے قابل تھا جب انہوں نے مرزا صاحب کے یہ الفاظ سنے جس طرح سارا دن کی محنت کے بعد شکار پکڑ کر لانے والے چِڑی مار کی چڑیاں کوئی چھوڑ دے تو وہ غصہ میں دیوانہ ہو جاتا ہے، اسی طرح علماء کے چہرے غصہ سے سرخ ہو گئے اور یوں معلوم ہوا جیسے کہ ان کے پکڑے ہوئے شکار مرزا صاحب نے چھوڑ دیئے ہیں۔ مگر بانی سلسلہ نے ان امور کی پرواہ نہیں کی انہوں نے خود گالیاں سنیں اور ایذائیں برداشت کیں لیکن خدا تعالیٰ سے محبت کرنے کا راستہ کھول دیا اور اعمالِ مستقلہ کیلئے ایک محرک پیدا کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جماعت احمدیہ کے اندر خدا تعالیٰ کی محبت کی وہ آگ پیدا ہو گئی جو انہیں رات دن بندوں کو خدا تعالیٰ کی طرف کھینچ کر لانے پر مجبور کر رہی ہے۔

عشق آہ! کیسا پیارا لفظ ہے۔ یہ عشق کی آگ ہمارے دلوں میں مرزا صاحب نے پیدا کر دی، عشق زبردستی نہیں پیدا ہوتا۔ عشق حُسن سے پیدا ہوتا ہے یا احسان سے۔ ہم ایک حسین یا محسن کو بدنما صورت میں پیش کر کے عشق نہیں پیدا کر سکتے۔ عشق حُسن و احسان سے ہی پیدا ہوتا ہے اور مرزا صاحب نے ہمارے سامنے خدا تعالیٰ کو جس صورت میں پیش کیا وہ حقیقی حُسن اور کامل احسان کو ظاہر کرنے والا تھا اور اس کا نتیجہ جو نکلا وہ دنیا کے سامنے موجود ہے۔ ہم دیوانے ہیں خدا تعالیٰ کے، ہم مجنون ہیں اس حُسن کی کان کے، فریفتہ ہیں اس احسانوں کے منبع کے، اس کی رحمتوں کی کوئی انتہاء نہیں، اس کی بخششوں کی کوئی حد نہیں، پھر ہم کیوں نہ اسے چاہیں اور کیوں اس محبت کرنے والی ہستی کی طرف دنیا کو کھینچ کر نہ لاویں۔ لوگوں کی بادشاہت ملکوں پر ہے ہماری بادشاہت دلوں پر ہے۔ لوگ علاقے فتح کرتے ہیں ہم دل فتح کرتے ہیں اور پھر انہیں نذر کے طور پر اپنے آقا کے قدموں پر لا کر ڈالتے ہیں۔ بھلا ملک فتح کرنے والے اپنے خدا کو کیا دے سکتے ہیں کیا وہ چین کا محتاج ہے یا جاپان کا؟ لیکن وہ پاک دل کا تحفہ قبول کرتا ہے، محبت کرنے والے قلب کو شکریہ سے منظور کرتا ہے۔ پس ہم وہ چیز لاتے ہیں جسے ہمارا خدا قبول کرنے کے لئے تیار ہے کیونکہ ہم اپنے لئے کچھ نہیں چاہتے بلکہ خدا تعالیٰ کیلئے چاہتے ہیں۔

اب اے دوستو! دیکھو کیسا زبردست محرک ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیدا کر دیا ہے۔ ہمیں اب اس سے غرض نہیں کہ ہندو مسلمان کی لڑائی ہو رہی ہے یا سکھ مسلمان کی یا عیسائی مسلمان کی، ان عارضی محرکات سے ہم آزاد ہیں۔ یہ لڑائیاں تو ختم ہو جاتی ہیں اور ساتھ ہی جوش بھی ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور عمل ختم ہو جاتا ہے۔ ہمارا محرک تو محبتِ الٰہی ہے جو کسی عارضی تغیر سے متأثر نہیں، یہ عشق کسی وقت میں بیکار بیٹھنے نہیں دیتا اس لئے ہمارا مقام ہر وقت آگے ہے، ہماری رفتار ہر وقت تیز ہے، بڑا کام ہمارے سامنے ہے لیکن ایک بڑی بھٹی بھی ہمارے دلوں میں جل رہی ہے جو ہر وقت بانی سلسلہ کی دُور بینی اور حقیقت بینی پر شاہد ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰى خَلِيْفَتِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

اے دوستو! ہزاروں گواہ بانی سلسلہ کی سچائی کے ہیں لیکن یہ تین گواہ میں نے آپ کے سامنے پیش کئے ہیں اور عقلمند کیلئے تو اشارہ کافی ہوتا ہے۔ پس آپ ان امور پر

باقی صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

جہاں تک دلائل کا سوال ہے، ہمارا پلّہ ہر مخالفِ اسلام اور مخالفتِ احمدیت پر بھاری ہے۔ہم میں سے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں، اُن کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، اُن کے سامنے تو کوئی نہیں ٹھہر سکتا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ اگر تم میری کتب پڑھ لو تو تمہارے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔ لیکن جب ہم اس پہلو کی طرف دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں جو عملی تبدیلی پیدا کرنا چاہتے ہیں، اُس کی حالت کیا ہے؟ تو پھر فکر پیدا ہوتی ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ احمدیت کی خوبصورتی تو نظامِ جماعت اور نظامِ خلافت کی لڑی میں پرویا جانا ہے۔ اور یہی ہماری اعتقادی طاقت بھی ہے اور عملی طاقت بھی ہے۔ اس لئے ہمیشہ خلفائے وقت کی طرف سے کمزوریوں کی نشاندہی کر کے جماعت کو توجہ دلائی جاتی رہتی ہے تا کہ اس سے پہلے کہ کوئی احمدی اتنا دُور نکل جائے کہ واپسی کا راستہ ملنا مشکل ہو، استغفار کرتے ہوئے اپنی عملی کمزوریوں پر نظر رکھے اور کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرے، اور اللہ تعالیٰ کے احسان کو یاد کرے جو اللہ تعالیٰ نے اُس پر کیا ہے۔

زمانے کی ایجادات اور سہولتوں سے فائدہ اُٹھانا منع نہیں ہے لیکن ایک احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اُس نے زمانے کی سہولتوں سے فائدہ اُٹھا کر تکمیلِ اشاعتِ ہدایت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مددگار بننا ہے نہ کہ بے حیائی، بے دینی اور بے اعتقادی کے زیرِ اثر آ کر اپنے آپ کو دشمن کے حوالے کرنا ہے۔

ہم اس بات پر خوش نہیں ہو سکتے کہ پچاس فیصد کی اصلاح ہوگئی ہے یا اتنے فیصد کی اصلاح ہوگئی ہے، بلکہ اگر ہم نے دنیا میں انقلاب لانا ہے تو سو فیصد کے ٹارگٹ رکھنے ہوں گے۔

ہر اُس شخص کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے جس کو جماعت کی خدمت پر مامور کیا گیا ہے اور عام طور پر ہر احمدی کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کیونکہ حقِّ بیعت زبانی دعووں سے اور صرف ماننے سے ادا نہیں ہوتا بلکہ عمل کی قوت جب تک روشن نہ ہو، کچھ فائدہ نہیں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 06 دسمبر 2013ء بمطابق 06 فتح 1392 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ .

گزشتہ خطبہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک خطبہ کے حوالے سے عملی اصلاح کی طرف توجہ دلائی گئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور آپ کے غلامِ صادق کے طریق اور طرزِ عمل کے واقعات بیان کئے تھے جن میں ایک خُلق ''سچائی'' کا تفصیل کے ساتھ بیان ہوا تھا کہ ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلامِ صادق کس اعلیٰ معیار پر قائم تھے۔ اور پھر معیاروں کی یہ بلندی آگے صحابہ کو بھی ان نمونوں کی پیروی کرتے ہوئے کس اعلیٰ مقام پر لے گئی۔

سچائی کے حوالے سے بات تو ایک مثال کے طور پر تھی۔ حقیقت میں تو ہر نیکی جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں کرنے کا حکم فرمایا ہے، اُس کا حصول اور ہر برائی جس سے رکنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا ہے، اُس سے نہ صرف رکنا بلکہ نفرت کرنا عملی اصلاح کی اَصل اور جڑ ہے۔ پس ہم تب حقیقی مسلمان کہلائیں گے، ہم تب زمانے کے امام کی حقیقی جماعت کے فرد کہلائیں گے جب نیکیاں اور اعلیٰ اخلاق ہم میں پیدا ہوں گے، جن کے پیدا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ایک حقیقی مسلمان کو حکم دیا ہے۔ اور دوسری طرف بدی سے انتہائی کراہت کے ساتھ نفرت ہو۔ گویا حقیقی مومن ایک ایسا سمویا ہوا انسان ہوتا ہے جو نیکیوں کی تلاش کر کے اُنہیں سینے سے لگانے والا اور بدیوں سے دور بھاگنے والا ہو۔ تبھی وہ اعتدال کے ساتھ اپنے معاملات طے کر سکتا ہے۔ یہ نہیں کہ برائیوں اور نیکیوں کے بیچ لٹکا ہوا ہو اور پھر دعوے بھی بلند بانگ ہوں۔

گزشتہ خطبہ میں یہ بھی ذکر ہوا تھا کہ اعتقادی لحاظ سے ہمارے پاس بڑے ٹھوس دلائل ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں صداقتِ اسلام اور صداقتِ احمدیت کے لئے دیئے ہیں۔ اور یہ بات ہمیشہ ہمارا پلّہ دشمن پر بھاری رکھتی ہے۔ ڈھٹائی اور ضد اور شقاوتِ قلبی کی وجہ سے اگر کوئی نہ مانے تو اور بات ہے، لیکن بہر حال ان کا ردّ مخالفینِ اسلام کے پاس نہیں ہے اور اس وجہ سے بحث سے بھی کتراتے ہیں جب ایک دفعہ پتہ لگ جائے کہ احمدی کس نہج پر بحث کر رہا ہے۔ ''الحوار المباشر'' کے ہمارے عربی پروگرام میں کئی عیسائیوں نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ جماعت احمدیہ کے پاس دلائل ٹھوس ہیں۔ اسی طرح جماعت احمدیہ کی صداقت کی بھی ہمارے پاس بہت دلیلیں ہیں۔ ایک طرف غیروں پر اسلام کی صداقت ظاہر کر رہے ہیں، دوسری طرف مسلمانوں میں سے جو جماعت پر اعتراض کرتے ہیں، اُن کے اعتراض کا ردّ بھی ہے۔ مخالفین اگر ضد نہ کریں اور توڑ مروڑ کر اور سیاق وسباق سے ہٹ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کو اور فرمودہ دلائل کو پیش نہ کریں یا نہ دیکھیں تو احمدیت کی سچائی کو ماننے بغیر اُن کو چارہ نہیں ہے۔ لیکن ان علماء کے ذاتی مفادات اُنہیں اس بات پر آمادہ کرتے ہیں کہ وہ جھوٹ کے پلندوں سے عوام الناس کو ورغلاتے رہیں اور جب دلیل کوئی نہیں تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف دریدہ دہنی کرتے رہیں۔

پس جہاں تک دلائل کا سوال ہے، ہمارا پلّہ ہر مخالفِ اسلام اور مخالفتِ احمدیت پر بھاری ہے۔ ہم میں سے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں، اُن کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، اُن کے سامنے تو کوئی نہیں ٹھہر سکتا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ اگر تم میری کتب پڑھ لو تو تمہارے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 7 صفحہ 49 روایت حضرت میاں محمد الدین صاحبؓ)

لیکن جب ہم اس پہلو کی طرف دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں جو عملی

تبدیلی پیدا کرنا چاہتے ہیں، اُس کی حالت کیا ہے؟ تو پھر فکر پیدا ہوتی ہے۔ سوال اُٹھتا ہے کہ کیا ہم میں سے ہر ایک معاشرے کی ہر برائی کا مقابلہ کر کے اُسے شکست دے رہا ہے؟ کیا ہم میں سے ہر ایک کے ہر عمل کو دیکھ کر اُس سے تعلق رکھنے والا اور اُس کے دائرے اور ماحول میں رہنے والا اُس سے متاثر ہو رہا ہے، یا پھر ہم ہی معاشرے کے اثر سے متاثر ہو کر اپنی تعلیم اور اپنی روایات کو بھولتے چلے جا رہے ہیں۔ کیا ہم میں سے ہر ایک بھرپور کوشش کرتے ہوئے اپنی اس طرح عملی اصلاح کر رہا ہے جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں تعلیم دی ہے جو ہم سے یہ تقاضا کرتی ہے، یہ پوچھتی ہے کہ کیا ہم نے سچائی کے وہ معیار قائم کر لئے ہیں کہ جھوٹ اور فریب ہمارے قریب بھی نہ پھٹکے؟ کیا ہم نے اپنے دنیاوی معاملات سے واسطہ رکھتے ہوئے آخرت پر بھی نظر رکھی ہوئی ہے؟ کیا ہم حقیقت میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہیں؟ کیا ہم ہر ایک بدی سے اور بد عملی سے انتہائی محتاط ہو کر بچنے کی کوشش کرنے والے ہیں؟ کیا ہم کسی کا حق مارنے سے بچنے والے اور ناجائز تصرف سے بچنے والے ہیں؟ کیا ہم پنجگانہ نماز کا التزام کرنے والے ہیں؟ کیا ہم ہمیشہ دعا میں لگے رہنے والے اور خدا تعالیٰ کو انکسار سے یاد کرنے والے ہیں؟ کیا ہم ہر ایسے بد رفیق اور ساتھی کو جو ہم پر بد اثر ڈالتا ہے، چھوڑنے والے ہیں؟ کیا ہم اپنے ماں باپ کی خدمت اور اُن کی عزت کرنے والے اور امورِ معروفہ میں اُن کی بات ماننے والے ہیں؟ کیا ہم اپنی بیوی اور اُس کے رشتہ داروں سے نرمی اور احسان کا سلوک کرنے والے ہیں؟ کیا ہم اپنے ہمسائے کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے محروم تو نہیں کر رہے؟ کیا ہم اپنے قصوروار کا گناہ بخشنے والے ہیں؟ کیا ہمارے دل دوسروں کے لئے ہر قسم کے کینے اور بُغض سے پاک ہیں؟ کیا ہر خاوند اور ہر بیوی ایک دوسرے کی امانت کا حق ادا کرنے والے ہیں؟ کیا ہم عہدِ بیعت کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی حالتوں کی طرف نظر رکھنے والے ہیں؟ کیا ہماری مجلسیں دوسروں پر تہمتیں لگانے اور چغلیاں کرنے سے پاک ہیں؟ کیا ہماری زیادہ تر مجالس اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کرنے والی ہیں؟

اگر ان کا جواب نفی میں ہے تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم سے دُور ہیں اور ہمیں اپنی عملی حالتوں کی فکر کرنی چاہئے۔ اگر اس کا جواب ہاں میں ہے تو ہم میں سے وہ خوش قسمت ہیں جن کو یہ جواب ہاں میں ملتا ہے کہ ہم اپنی عملی حالتوں کی طرف توجہ دے کر بیعت کا حق ادا کرنے والے ہیں۔

لیکن اگر حقیقت کی آنکھ سے ہم دیکھیں تو ہمیں یہی جواب نظر آتا ہے کہ بسا اوقات معاشرے کی رَو سے متاثر ہوتے ہوئے ہم ان باتوں یا ان میں سے اکثر باتوں کا خیال نہیں رکھتے اور معاشرے کی غلطیاں بار بار ہمارے اندر داخل ہونے کی کوشش کرتی ہیں اور ہم اکثر اوقات بے بس ہو جاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم میں سے 99.99 فیصد یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم عقیدے کے لحاظ سے پختہ ہیں اور کوئی ہمیں ہمارے عقیدے سے متزلزل نہیں کر سکتا، ہٹا نہیں سکتا۔ لیکن ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ عملی کمزوریاں جب معاشرے کے زور آور حملوں کے بہاؤ میں آتی ہیں تو اعتقاد کی جڑوں کو بھی ہلانا شروع کر دیتی ہیں۔ شیطان آہستہ آہستہ حملے کرتا ہے۔ نظامِ جماعت سے دُوری پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ اور پھر ایک قدم آگے بڑھتا ہے تو خلافت سے بھی دُوری پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔

پس ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ایک کمزوری دوسری کمزوری کی جاگ لگاتی ہے اور آخر کار سب کچھ برباد ہو جاتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ احمدیت کی خوبصورتی تو نظامِ جماعت اور نظامِ خلافت کی لڑی میں پرویا جانا ہے۔ اور یہی ہماری اعتقادی طاقت بھی ہے اور عملی طاقت بھی ہے۔ اس لئے ہمیشہ خلفائے وقت کی طرف سے کمزوریوں کی نشاندہی کر کے جماعت کو توجہ دلائی جاتی رہتی ہے تا کہ اس سے پہلے کہ کوئی احمدی اتنا دور نکل جائے کہ واپسی کا راستہ ملنا مشکل ہو، استغفار کرتے ہوئے اپنی عملی کمزوریوں پر نظر رکھے اور کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احسان کو یاد کرے جو اللہ تعالیٰ نے اُس پر کیا ہے۔

مشرقِ بعید کے میرے حالیہ دورے کے دوران مجھے انڈونیشیا کے کچھ غیر از جماعت سکالرز اور علماء سے بھی ملنے کا موقع ملا۔ سنگاپور میں جو reception ہوئی تھی اُس میں آئے ہوئے تھے اور جیسا کہ میں اپنے دورے کے حالات میں بیان کر چکا ہوں کہ اکثر نے اس بات کا اظہار کیا کہ ہمارے علماء کو جماعت احمدیہ کے امام کی باتیں سننی چاہئیں۔ تو بہرحال اُن کے ایک سوال کے جواب میں مَیں نے اُنہیں یہی کہا تھا کہ آج رُوئے زمین پر جماعت احمدیہ ایک واحد جماعت ہے جو ملکی یا علاقائی نہیں بلکہ تمام دنیا میں ایک جماعت کے نام سے جانی جاتی ہے۔ جس کی ایک اکائی ہے، جس میں ایک نظام چلتا ہے اور ایک امام سے منسلک ہے اور دنیا کی ہر قوم اور ہر نسل کا فرد اس میں شامل ہے۔ پس یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان اور پیشگوئی کی ایک بہت بڑی دلیل ہے کہ مسلم اُمّۃ میں ایک جماعت ہوگی۔ آپ نے فرمایا تھا ایک جماعت ہوگی جو صحیح رستے پر ہوگی۔ (سنن الترمذی کتاب الایمان باب ما جاء فی افتراق ھذہ الامۃ حدیث نمبر 2641) اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کی صداقت کی دلیل ہے۔ جو عقل مند اور سعید فطرت مخالفین بھی ہیں اس بات کو سن کر خاموش ہو جاتے ہیں اور سوچتے ہیں۔ لیکن اس دلیل کو ہمیشہ قائم رکھنے کے لئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنی عملی حالتوں کی طرف ہر وقت نظر رکھنی ہوگی کیونکہ اس زمانے میں شیطان پہلے سے زیادہ منہ زور ہوا ہوا ہے۔

آجکل جو عملی خطرہ ہے وہ معاشرے کی برائیوں کی بے لگامی اور پھیلاؤ ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ آزادیٔ اظہار اور تقریر کے نام پر بعض برائیوں کو قانونی تحفظ دیا جاتا ہے۔ اس زمانے سے پہلے برائیاں محدود تھیں۔ یعنی محلے کی برائی محلے میں یا شہر کی برائی شہر میں یا ملک کی برائی ملک میں ہی تھی۔ یا زیادہ سے زیادہ قریبی ہمسائے اُس سے متاثر ہو جاتے تھے۔ لیکن آج سفروں کی سہولتیں، ٹی وی، انٹرنیٹ اور متفرق میڈیا نے ہر فردی اور مقامی برائی کو بین الاقوامی برائی بنا دیا ہے۔ انٹرنیٹ کے ذریعہ ہزاروں میلوں کے فاصلے پر رابطے کر کے بے حیائیاں اور برائیاں پھیلائی جاتی ہیں۔ نوجوان لڑکیوں کو ورغلا کر اُن کی عملی حالتوں کی کمزوری تو ایک طرف رہی، دین سے بھی دور ہٹا دیا جاتا ہے۔

گزشتہ دنوں میرے علم میں ایک بات آئی کہ پاکستان میں اور بعض ملکوں میں، وہاں کی یہ خبریں ہیں کہ لڑکیوں کو شادیوں کا جھانسہ دے کر پھر بالکل بازاری بنا دیا جاتا ہے۔ وقتی طور پر شادیاں کی جاتی ہیں پھر طوائف بن جاتی ہیں اور یہ گروہ بین الاقوامی ہیں جو یہ حرکتیں کر رہے ہیں۔ یقیناً یہ خوفناک حالت رونگٹے کھڑے کر دینے والی ہے۔ اسی طرح نوجوان لڑکوں کو مختلف طریقوں سے نہ صرف عملی بلکہ اعتقادی طور پر بھی بالکل مفلوج کر دیا جاتا ہے۔ پس جہاں یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ان غلاظتوں سے محفوظ رکھے، وہاں ہر احمدی کو بھی اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتے ہوئے ان غلاظتوں سے بچنے کے لئے ایک جہاد کی ضرورت ہے۔ زمانے کی ایجادات اور سہولتوں سے فائدہ اُٹھانا منع نہیں ہے لیکن ایک احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اُس نے زمانے کی سہولتوں سے فائدہ اُٹھا کر تکمیلِ اشاعتِ ہدایت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مددگار بننا ہے نہ کہ بے حیائی، بے دینی اور بے اعتقادی کے زیرِ اثر آ کر اپنے آپ کو دشمن کے حوالے کرنا ہے۔

پس ہر احمدی کے لئے یہ سوچنے اور غور کرنے کا مقام ہے۔ ہمارے بڑوں کو بھی اپنے نمونے قائم کرنے ہوں گے تا کہ اگلی نسلیں دنیا کے اس فساد اور حملوں سے محفوظ رہیں اور نوجوانوں کو بھی بھرپور کوشش اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اپنے آپ کو دشمن کے حملوں سے بچانا ہوگا۔ وہ دشمن جو غیر محسوس طریق پر حملے کر رہا ہے، وہ دشمن جو تفریح اور وقت گزاری کے نام پر ہمارے گھروں میں گھس گھس کر ہماری جماعت کے نوجوانوں اور کمزور طبع لوگوں کو متاثر بھی کر رہا ہے۔ اُن میں نقص پیدا کرنے کی بھی کوشش کر رہا ہے۔

بیشک جیسا کہ میں نے کہا، خلفائے احمدیت عملی حالتوں کی بہتری کی طرف توجہ دلاتے رہے ہیں۔ گزشتہ خلفاء بھی اور میں بھی خطبات وغیرہ کے ذریعہ اس نقص کو دور کرنے کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں اور ان ہدایات کی روشنی میں ذیلی تنظیمیں بھی اور جماعتی نظام بھی پروگرام بناتے ہیں تا کہ ہم ہر طبقے اور ہر عمر کے احمدی کو دشمن کے ان حملوں سے بچانے کی کوشش کریں۔ لیکن اگر ہم میں سے ہر ایک اپنی عملی اصلاح کی طرف خود توجہ کرے، مخالفینِ دین کے حملوں کو ناکام بنانے کے لئے کھڑا ہو جائے اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ دشمنانِ دین کی اصلاح کا عزم لے کر کھڑا ہو اور صرف دفاع نہیں کرنا بلکہ حملہ کر کے اُن کی اصلاح بھی کرنی ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے خدا تعالیٰ سے اپنا ایک خاص تعلق پیدا کرے تو نہ صرف ہم دین کے دشمنوں کے حملوں کو ناکام بنا رہے ہوں گے بلکہ اُن کی اصلاح کر کے اُن کی دنیا و عاقبت سنوارنے والے بھی ہوں گے۔ بلکہ اس فتنہ کا خاتمہ کر رہے ہوں گے جو ہماری نئی نسلوں کو اپنے بداثرات کے زیرِ اثر لانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس ذریعہ سے ہم اپنی نئی نسل کو بچانے والے ہوں گے۔ ہم اپنے کمزوروں کے ایمانوں کے بھی محافظ ہوں گے اور پھر اس عملی اصلاح کی جاگ ایک سے دوسرے کو لگتی چلی جائے گی اور یہ سلسلہ تا قیامت چلے گا۔ ہماری عملی اصلاح سے تبلیغ کے راستے مزید کھلتے چلے جائیں گے۔ نئی ایجادات برائیاں پھیلانے کے بجائے ہر ملک اور ہر خطّے میں خدا تعالیٰ کے نام کو پھیلانے کا ذریعہ بن جائیں گی۔

ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم حقائق سے کبھی نظریں نہیں پھیر سکتے کیونکہ ترقی کرنے والی قومیں، دنیا کی اصلاح کرنے والی قومیں، دنیا میں انقلاب لانے والی قومیں اپنی کمزوریوں پر نظر رکھتی ہیں۔ اگر آنکھیں بند کر کے ہم کہہ دیں کہ سب اچھا ہے تو یہ بات ہمارے کاموں میں روک پیدا کرنے والی ہوگی۔ ہمیں بہرحال حقائق پر نظر رکھنی چاہئے اور نظر رکھنی ہوگی۔ ہم اس بات پر خوش نہیں ہو سکتے کہ پچاس فیصد کی اصلاح ہو گئی ہے یا اتنے فیصد کی اصلاح ہو گئی ہے بلکہ اگر ہم نے دنیا میں انقلاب لانا ہے تو سو فیصد کے ٹارگٹ رکھنے ہوں گے۔

مَیں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ اگر عملی اصلاح میں ہم سو فیصد کامیاب ہو جائیں تو ہماری لڑائیاں اور جھگڑے اور مقدمے بازیاں اور ایک دوسرے کو مالی نقصان پہنچانے کی کوششیں، مال کی ہوس، ٹی وی اور دوسرے ذرائع پر بیہودہ پروگراموں کو دیکھنا، ایک دوسرے کے احترام میں کمی، ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش، یہ سب برائیاں ختم ہو جائیں۔ محبت، پیار اور بھائی چارے کی ایسی فضا قائم ہو جو اس دنیا میں بھی جنت دکھا دے۔ یہ ایسی برائیاں ہیں جو عملاً ہمارے سامنے آتی رہتی ہیں۔ جماعت کے اندر بھی بعض معاملات ایسے آتے رہتے ہیں، اس لئے میں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہم میں پیدا ہو جائے تو خدمتِ دین کے اعلیٰ مقصد کو ہم فضلِ الٰہی سمجھ کر کرنے والے ہوں گے۔ میری اس بات سے کوئی

کہہ سکتا ہے کہ ہم خدمتِ دین کو توفضلِ الٰہی سمجھ کر ہی کرتے ہیں لیکن سو فیصد عہدیداران اس پر پورا نہیں اترتے۔ میرے سامنے ایسے معاملات آتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ عہدیداروں میں وسعتِ حوصلہ اور برداشت کی طاقت نہیں ہے۔ کسی نے اونچی آواز میں کچھ کہہ دیا تو اپنی اَنا اور عزت آڑے آجاتی ہے۔ کبھی جھوٹی غیرت کے لبادے اوڑھ لئے جاتے ہیں۔ پس کسی کام کو فضلِ الٰہی سمجھ کر کرنے والا تو خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہر بات برداشت کرتا ہے۔ اپنی عزت کے بجائے ’’اَلْعِزَّۃُ لِلّٰہ‘‘ کے الفاظ اُسے عاجزی اور انکساری پر مجبور کرتے ہیں۔

پس اگر باریکی سے جائزہ لیں تو پتہ چلے کہ ’’بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 18) پر عمل نہیں ہو رہا۔ کہیں نہ کہیں اور کبھی نہ کبھی اَنانیت کی رَگ پھڑک اُٹھتی ہے۔ کسی نہ کسی رنگ میں تکبر آڑے آجاتا ہے۔ ’’تیری عاجزانہ راہیں اُسے پسند آئیں‘‘ سے ہم ذوقی حظّ تو اُٹھاتے ہیں۔ ہم یہ مثال تو دیتے ہیں کہ ہم اس شخص کی بیعت میں شامل ہیں جس کو خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا کہ ’’تیری عاجزانہ راہیں اُسے پسند آئیں‘‘ (تذکرہ صفحہ 595 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)۔ لیکن ہم آگے یہ نہیں دیکھتے کہ اُس نے اپنے ماننے والوں کو بھی یہ تعلیم دی تھی کہ اگر تمہیں مجھ سے کوئی تعلق ہے تو تم بھی یہی رویہ اپناؤ۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد اوّل صفحہ 28۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں فرمایا کہ مَیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے احیائے نَو کے لئے آیا ہوں (ماخوذ از ملفوظات جلد اول صفحہ 490۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ تو ہمارے سامنے یہ نمونہ رکھتا ہے کہ آپ کا غلام بھی کہتا ہے کہ مجھ سے کبھی آپ نے سخت الفاظ نہیں کہے، کبھی سخت بات نہیں کہی۔ اور پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رعب سے ایک شخص پر کپکپی طاری ہوگئی تو فرمایا۔ ’’گھبراؤ نہیں، میں کوئی جابر بادشاہ نہیں۔ مَیں تو ایک عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی‘‘۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمة باب القدید حدیث نمبر 3312)

پس یہ وہ عمل ہے جس کا عملی اظہار ہر عہدیدار کو اپنی عملی زندگیوں میں کرنے کی ضرورت ہے، ہر جماعتی کارکن کو اپنی عملی زندگی میں کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر احمدی کو اپنی عملی زندگیوں میں کرنے کی ضرورت ہے۔ پس اگر کوئی عہدہ ملتا ہے، کوئی خدمت ملتی ہے تو ہمیشہ مسیح محمدی کے اس فرمان کو سامنے رکھنا چاہئے کہ ’میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر‘۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 20)

پس جب ہم اپنی عملی حالتوں میں بیکسی، غربت اور بے ہنری کے اظہار پیدا کریں گے تو پھر ہی خدمت کا بھی حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ اور ’’شاید کہ اس سے دخل ہو دار الوصال میں‘‘ کی امید رکھنے والے بھی ہوں گے۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 18) اگر یہ نہیں تو ہم دعوے کی حد تک تو بے شک درست ہوں گے کہ زمانے کے امام کو مان لیا لیکن حقیقت میں زبانِ حال سے ہم دعوے کا مذاق اُڑا رہے ہوں گے۔ کسی غیر کی دشمنی ہمیں نقصان نہیں پہنچا رہی ہوگی بلکہ خود ہمارے نفس کا دوغلا پن ہمیں رُسوا کر رہا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اس پر مستزاد ہے۔

پس خاص طور پر ہر اُس شخص کو جس کو جماعت کی خدمت پر مامور کیا گیا ہے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے اور عام طور پر ہر احمدی کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کیونکہ حقِّ بیعت زبانی دعووں سے اور صرف ماننے سے ادا نہیں ہوتا بلکہ عمل کی قوت جب تک روشن نہ ہو، کچھ فائدہ نہیں۔

پس ہم اگر یہ اعلان کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے کہ کوئی بشر موت سے باہر نہیں رہا۔ اگر ہمارا یہ اعلان ہے کہ خدا تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں نبی بھیج سکتا ہے اور آج بھی جس سے چاہے کلام کر سکتا ہے اور وحی کر سکتا ہے کیونکہ اُس کی کوئی صفت محدود اور خاص وقت کے لئے نہیں۔ اور ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق اور آپ کی پیروی اور محبت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیر شرعی نبی کا اعزاز دے کر بھیجے گئے ہیں اور ہم نے اُن کو مانا ہے۔ اگر ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ قرآنِ کریم وہ آخری شرعی کتاب ہے جو چودہ سو سال سے اپنی اصلی حیثیت میں محفوظ چلی آرہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اپنے ذمہ لی ہے اور کوئی دوسری شرعی کتاب آج اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہیں۔ جب ہم دنیا کو بتاتے ہیں کہ تم جتنا شور مچا لو کہ قرآنِ کریم اپنی اصلی حالت میں نہیں یا چند صدیاں پہلے لکھی گئی ہے۔ جیسا کہ آج کل اسلام مخالف ٹی وی پروگراموں میں اور تحریروں میں بھی یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ قرآنِ کریم نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں اترا تھا بلکہ یہ چھ سات سو سال پہلے لکھا گیا تھا تو ہم ثابت کرتے ہیں کہ تم غلط ہو۔ آج جماعت احمدیہ ان کو چیلنج کر کے دلائل سے ان کا منہ بند کرتی ہے اور ہمارے دلائل کا ہی اثر ہے کہ جس نے یہ دعویٰ کیا تھا اور ٹی وی چینل پر یہاں پروگرام بھی کیا تھا کہ قرآنِ کریم خدائی صحیفہ نہیں، اُس کو جب ہم نے مقابل پر بلایا تو اُس نے آنے سے انکار کر دیا۔

بہرحال کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے۔ ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے عیسیٰ کی بعثتِ ثانی کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانے میں بھیجا ہے۔ ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اترنے والی آخری شرعی کتاب آج تک اپنی اصلی حالت میں محفوظ ہے تو کیا یہ سب اور متفرق اعتقادی باتیں ہمیں ہمارا مقصد پورا کرنے میں کامیاب کر دیں گی!؟ تو جواب یہ ہے اور یقیناً یہی جواب ہے کہ ’’نہیں‘‘۔ کیونکہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کرنے کے بعد عیسیٰ کی آمدِ ثانی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت میں سے ہونی تھی، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے وجود سے ہونی تھی، اس بات کو اگر ہم وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (الجمعة:4) کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا نہیں کرتے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں ہوئیں تو صرف عقیدے پر قائم ہونا فائدہ نہیں پہنچائے گا۔

جب ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام وہی مسیح موعود ہیں جس کے آنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی اور آپ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا تھا تو پھر آپ کی تعلیم کا اثر بھی ہمیں اپنے پر ظاہر کرنا ہوگا۔ ورنہ صرف عقیدہ بے معنی ہے۔

اگر ہم قرآنِ کریم کو آج تک محفوظ سمجھتے ہیں لیکن اس میں بیان احکامات جو ہماری عملی زندگی کے لئے ضروری ہیں اُن پر عمل نہیں کرتے تو قرآنِ کریم کے دفاع میں صرف ہمارا اعلان ہمیں کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ یہ اعلان تبھی پُراثر ہوگا جب ہم اس تعلیم کو اپنی عملی حالتوں پر جاری کریں گے۔

پس یہ عقائد جو ہم پر عملی ذمہ داری ڈالتے ہیں اُنہیں پورا کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ اپنی عملی حالتوں کی درستگی کی بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ہم نے ادا کرنی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ’’پس یاد رکھو کہ صرف لفّاظی اور لسّانی کام نہیں آسکتی، جب تک کہ عمل نہ ہو۔ محض باتیں عند اللہ کچھ بھی وقعت نہیں رکھتیں‘‘۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 48۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ نے فرمایا کہ: ’’اپنے ایمانوں کو وزن کرو‘‘۔ ’’اپنے ایمانوں کو وزن کرو۔ عمل ایمان کا زیور ہے۔ اگر انسان کی عملی حالت درست نہیں ہے تو ایمان بھی نہیں ہے۔ مومن حسین ہوتا ہے‘‘۔ ایک خوبصورت انسان ہوتا ہے۔ ’’جس طرح ایک خوبصورت انسان کو معمولی اور ہلکا سا زیور بھی پہنا دیا جائے تو وہ اُسے زیادہ خوبصورت بنا دیتا ہے‘‘۔ اسی طرح پر ایک ایمان دار کو اُس کا عمل نہایت خوبصورت بنا دیتا ہے۔ ’’اگر وہ بدعمل ہے تو پھر کچھ بھی نہیں۔ انسان کے اندر جب حقیقی ایمان پیدا ہو جاتا ہے تو اُس کو اعمال میں ایک خاص لذّت آتی ہے اور اُس کی معرفت کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ وہ اس طرح نماز پڑھتا ہے جس طرح نماز پڑھنے کا حق ہوتا ہے۔ گناہوں سے اُسے بیزاری پیدا ہو جاتی ہے۔ ناپاک مجلس سے نفرت کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اور رسول کی عظمت اور جلال کے اظہار کے لئے اپنے دل میں ایک خاص جوش اور تڑپ پاتا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 249۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ نے فرمایا کہ: ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے پوچھنے پر فرمایا کہ مجھے سُورۃ ہُود نے بوڑھا کر دیا۔ کیونکہ اس کے حکم کے رُو سے بڑی بھاری ذمہ داری میرے سپرد ہوئی ہے۔ اپنے آپ کو سیدھا کرنا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی پوری فرمانبرداری کرنا جہاں تک انسان کی اپنی ذات سے تعلق رکھتی ہے، ممکن ہے کہ وہ اُس کو پورا کرے لیکن دوسروں کو ویسا ہی بنانا آسان نہیں ہے۔ اس سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان اور قوتِ قدسی کا پتہ لگتا ہے۔ چنانچہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس حکم کی کیسی تعمیل کی۔ صحابہ کرام کی وہ پاک جماعت تیار کی کہ اُن کو ’’کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران:111)‘‘ کہا گیا اور ’’رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ (المائدہ :120)‘‘ کی آواز اُن کو آ گئی۔ آپؐ کی زندگی میں کوئی بھی منافق مدینہ طیّبہ میں نہ رہا۔ غرض ایسی کامیابی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہوئی کہ اس کی نظیر کسی دوسرے نبی کے واقعاتِ زندگی میں نہیں ملتی۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی غرض یہ تھی کہ قیل وقال ہی تک بات نہ رکھنی چاہئے۔ کیونکہ اگر نِرے قیل وقال اور ریاکاری تک ہی بات ہو تو دوسرے لوگوں اور ہم میں پھر امتیاز کیا ہوگا اور دوسروں پر کیا شرف!‘‘۔ فرماتے ہیں: ’’تم صرف اپنا عملی نمونہ دکھاؤ اور اس میں ایک ایسی چمک ہو کہ دوسرے اُس کو قبول کرلیں‘‘۔

اس تمہید کے بعد آپ نے پھر جماعت کو نصیحت فرمائی کہ ’’تم صرف اپنا عملی نمونہ دکھاؤ اور اس میں ایک ایسی چمک ہو کہ دوسرے اُس کو قبول کرلیں کیونکہ جب تک اس میں چمک نہ ہو، کوئی اس کو قبول نہیں کرتا۔ کیا کوئی انسان میلی چیز پسند کر سکتا ہے؟ جب تک کپڑے میں ایک داغ بھی ہو، وہ اچھا نہیں لگتا۔ اسی طرح جب تک تمہاری اندرونی حالت میں صفائی اور چمک نہ ہوگی، کوئی خریدار نہیں ہو سکتا۔ ہر شخص عمدہ چیز کو پسند کرتا ہے، اسی طرح جب تک تمہارے اخلاق اعلیٰ درجہ کے نہ ہوں، کسی مقام تک نہیں پہنچ سکو گے‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 116-115۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں اعلیٰ اخلاق اپنانے والا بنائے۔ ہمارے اندر وہ پاک تبدیلی پیدا کرے جس کی چمک دنیا کو ہماری طرف متوجہ کرنے والی ہو۔ پہلے سے بڑھ کر تبلیغ کے راستے کھلیں اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کے مقصد کو پورا کرنے والے ہوں۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیوٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 26 نومبر 2013ء بروز منگل کو نماز ظہر و عصر کے بعد دو بجکر 15 منٹ پر مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر **مکرمہ امۃ النور طاہر صاحبہ (اہلیہ مکرم لئیق احمد صاحب طاہر مبلغ سلسلہ بریڈ فورڈ یوکے)** کا جنازہ حاضر پڑھایا۔ آپ 25؍نومبر 2013ء کو طویل علالت کے بعد 65 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب مرحوم کی بڑی بیٹی تھیں۔ آپ کو بچپن سے ہی کسی نہ کسی رنگ میں خدمت دین کی توفیق ملتی رہی۔ 1978ء میں لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ میں حضرت چھوٹی آپا صاحبہ کے ساتھ سیکرٹری موصیات، سیکرٹری اصلاح وارشاد اور سیکرٹری تعلیم کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ اسی طرح لجنہ اماء اللہ یوکے میں سیکرٹری تعلیم اور ساؤتھ آل جماعت میں صدر لجنہ بھی رہیں۔ انگلستان آمد کے بعد سالہا سال تک بچوں، ناصرات اور لجنہ کو قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ پڑھانے اور انہیں نماز اور قرآن کریم کی بعض سورتیں اور دعائیں یاد کروانے کی توفیق پائی۔ ناصرات اور لجنہ کی تعلیمی و تربیتی کلاسز اور نصاب کے سلسلہ میں بھی راہنمائی کرتی رہیں۔ آپ بچپن سے ہی صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، دعا گو اور نہایت خوش اخلاق، مہمان نواز اور نیک خاتون تھیں۔ جس مشن ہاؤس میں بھی قیام رہا وہاں کی صفائی کے علاوہ جماعتی مہمانوں کی ضیافت کا بہت خیال رکھتیں۔ خلافت کے ساتھ نہایت اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی اردو ڈاک ٹیم میں بھی خدمت کی توفیق ملی۔ اپنی اولاد کی بہت اچھی تربیت کی اور انہیں جماعت کے لئے مفید وجود بنانے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اس موقعہ پر درج ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرمہ آمنہ صدیقہ صاحبہ (اہلیہ مکرم مقبول احمد صاحب ذبیح مربی سلسلہ) 7 نومبر کو کینیڈا میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ دسمبر 1939ء میں مکرم چوہدری شیر محمد صاحب کے ہاں علی پور ضلع قصور میں پیدا ہوئیں۔ آپ کے دادا چوہدری فتح محمد صاحب نے خلافت ثانیہ میں بیعت کی سعادت پائی۔ آپ کے خاندان میں مکرم چوہدری نورالدین صاحب ذیلدار آف L 6/11 ضلع ساہیوال معروف احمدی تھے۔ آپ کی شادی 1957ء میں مکرم مقبول احمد صاحب ذبیح سے ہوئی۔ آپ کا نکاح حضرت مصلح موعودؓ نے پڑھایا۔ ازدواجی زندگی کے 40 برسوں میں سے 18 برس تک آپ کے خاوند افریقہ کے ممالک یوگنڈا، سیرالیون، تنزانیہ اور زیمبیا میں مقیم رہے جبکہ آپ ربوہ میں رہیں۔ آپ لجنہ کے اجلاسات میں باقاعدہ شمولیت اختیار کرتی تھیں۔ جماعتی تقریبات میں دلچسپی سے شامل ہوا کرتی تھیں۔ جماعتی رسائل خصوصاً الفضل کا باقاعدگی سے مطالعہ کرنے والی تھیں۔ ایک لمبا عرصہ اپنے حلقہ میں لجنہ کی محصّلہ بھی رہیں۔ جنگ کے دوران فوجیوں کے لئے صدریوں کی تیاری میں حصہ لیا۔ درثمین اور کلام محمود کے اشعار بہت کثرت سے یاد تھے۔ مرحومہ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم مجیب احمد طاہر صاحب مربی سلسلہ ہیں اور آجکل استاذ جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن ربوہ اور صدر محلّہ دارالعلوم غربی صادق ربوہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ کے چار پوتے پوتیاں وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہیں۔

(2) مکرم مرزا عبدالقدیر چغتائی صاحب (یوکے) 21 ستمبر 2013ء کو مختصر علالت کے بعد 97 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت ڈاکٹر مرزا عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب (آف تڑگڑی ضلع گوجرانوالہ) مصنف چھٹی مسیح کے پوتے تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم، تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے حاصل کی پھر آپ نے رائیل انڈین ایئر فورس میں شمولیت اختیار کر لی اور دوسری جنگ عظیم میں خدمات سرانجام دیں۔ آپ نے 1965ء کی جنگ میں تمغۂ خدمت حاصل کیا اور دوسری جنگ عظیم کے دوران حکومت برطانیہ کی طرف سے 9 میڈل بھی حاصل کئے۔ آپ کی شادی حضرت بابا ہدایت اللہ صاحب رضی اللہ عنہ آف لاہور کی پوتی مکرمہ سعیدہ بیگم صاحبہ سے ہوئی جن سے اللہ تعالیٰ نے ان کو دو بیٹے اور دو بیٹیاں عطا فرمائیں۔ آپ موصی تھے اور مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ آپ اپنے دادا صاحب اور والد صاحب کی طرف سے بھی چندے ادا کرتے تھے۔ آپ کو کچھ عرصہ گیمبیا میں وقف عارضی کرنے کی توفیق ملی جس کے دوران آپ نے Banjul میں پہلا پانی کا کنواں بنوایا۔ آپ کامیاب داعی اللہ تھے اور آپ کو 89 بیعتیں کرانے کی توفیق ملی۔ اس کے علاوہ آپ کو Camberly یوکے میں 22 سال مختلف شعبوں میں جماعتی خدمت بجالانے کی بھی توفیق ملی۔ خلافت سے بہت وفا اور محبت کا تعلق تھا۔ آپ بہت ملنسار، مہمان نواز، غریب پرور، نیک اور مخلص انسان تھے۔

(3) مکرم چوہدری غلام نبی چیمہ صاحب (چک نمبر 141 مراد بہاولنگر) 27 جون 2013ء کو 87 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم وسیم احمد چیمہ صاحب (سابق امیر ومشنری انچارج تنزانیہ حال مربی ضلع اسلام آباد) کے والد تھے۔

(4) مکرمہ سیدہ کریم خاتون صاحبہ (کراچی) 16 ستمبر 2013ء کو مختصر علالت کے بعد وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے اپنے خاوند کے ہمراہ 1950ء کی دہائی میں احمدیت قبول کی جس کے بعد ان کے خاندان کی طرف سے مخالفت کا دور شروع ہوا لیکن آپ نے اس موقعہ پر بڑے صبر اور حوصلہ کا مظاہرہ کیا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم حافظ سید مشہود احمد صاحب استاد جامعہ احمدیہ یوکے اور مکرم حافظ سید شاہد احمد صاحب مربی سلسلہ نائیجیریا کی نانی تھیں۔

(5) مکرمہ زہرہ کے۔ پی صاحبہ (اہلیہ مکرم ٹی۔ کے محمود احمد صاحب۔ واقف زندگی کیرالہ۔ انڈیا) 12 ستمبر 2013ء کو بعارضہ کینسر وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تقویٰ شعار، خاموش طبع اور رحمی رشتوں کا خیال رکھنے والی نیک خاتون تھیں۔ آپ کو اپنی جماعت میں صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(6) مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم مولانا محمد حفیظ بقاپوری صاحب مرحوم۔ قادیان) 18 نومبر 2013ء کو 85 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت چوہدری مولا بخش صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ آپ چھوٹی عمر میں ہی قادیان آگئی تھیں۔ بچپن میں حضرت مصلح موعودؓ کے خطبات اور درس قرآن مجید میں شمولیت کا موقع ملا۔ آپ کا حافظہ غیر معمولی تھا۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے غیر معمولی محبت اور وفا کا تعلق تھا۔ تقسیم ملک کے بعد پہلی سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ قادیان کی حیثیت سے 10 سال سے زائد عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، بلند حوصلہ اور دعا گو خاتون تھیں۔ اپنے شوہر کے ساتھ عہد درویشی کا تمام عرصہ نہایت صبر وشکر، خدمت گزاری اور حسن خلق سے گزارا۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ قادیان مین تدفین عمل میں آئی۔ پسماندگان میں 5 بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر عبدالرشید بدر صاحب سرجن نور ہسپتال قادیان کی والدہ اور مکرم محمد اکبر صاحب واقف زندگی کی خوشدامن تھیں۔

(7) مکرم لعل دین صدیقی صاحب (سابق کارکن تعلیم الاسلام کالج و نصرت جہاں انٹر کالج۔ ربوہ) 8 ستمبر 2013ء کو بعارضہ کینسر 83 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے چار خلفائے احمدیت کا دور پایا۔ 10 سال حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی بطور خانسامہ خدمت کی توفیق پائی۔ نمازوں کے پابند اور اخلاص و وفا کے ساتھ خدمت کرنے والے بہت نیک اور ہنس مکھ انسان تھے۔ آپ ہر سال رمضان المبارک میں تقریباً دس یا پندرہ دفعہ قرآن مجید کا دور مکمل کیا کرتے تھے۔ آپ کی تعلیم زیادہ نہیں تھی مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھتے تھے اور جن مشکل الفاظ کا مطلب سمجھ نہ آتا ان کا مطلب دوسروں سے پوچھا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(8) مکرم محمد سعید صدیقی صاحب (کانپور۔ انڈیا) 2 اکتوبر 2013ء کو 65 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نہات خوش اخلاق، مہمان نواز، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار نیک اور فدائی انسان تھے۔ آپ نے 30 سال تک جماعت کانپور میں سیکرٹری مال کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں 2 بیویوں کے علاوہ 4 بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(9) مکرم محمد فیروزالدین صاحب انور (کلکتہ۔ انڈیا) 7 نومبر 2013ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نیک، صالح، خادم دین اور نافع الناس وجود تھے۔ جماعت احمدیہ کلکتہ میں مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پائی۔ اسی طرح ناظم انصار اللہ بنگال و آسام بھی رہے۔ خلافت سے نہایت عقیدت اور والہانہ محبت تھی۔ تقسیم ملک کے بعد جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کی توفیق ملتی رہی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم مولوی محمد مصلح الدین صاحب سعدی مبلغ سلسلہ (حیدرآباد) کے والد تھے۔

(10) مکرم احمد سعید اختر صاحب (ابن مکرم فضل الرحمٰن بسمل صاحب۔ واپڈا ٹاؤن لاہور) 28 اکتوبر 2013ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ ملتان اور مظفر گڑھ میں مختلف حیثیتوں سے جماعتی خدمت بجالاتے رہے۔ بعدازاں جونئیر ریسرچ آفیسر محکمہ ایریگیشن سے ریٹائرمنٹ کے بعد حلقہ واپڈا ٹاؤن لاہور میں رہائش پذیر ہوئے تو وہاں ناظم انصار اللہ اور سیکرٹری وصایا کی حیثیت سے خدمت بجالاتے رہے۔ آپ نیک، دعا گو، انتہائی سادہ، متوکل اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(11) مکرم محمد صدیق صاحب (کوٹ عبدالمالک۔ ضلع شیخوپورہ) گزشتہ سال کوٹ عبدالمالک میں موٹر سائیکل کے حادثہ میں 51 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت مہر دین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ تہجد گزار، نماز باجماعت کے پابند، نڈر داعی الی اللہ، مہمان نواز، صابر وشاکر اور نیک انسان تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت باقاعدگی سے کیا کرتے تھے۔ جماعت اور خلافت سے گہری وابستگی اور محبت تھی۔ اپنی ہر چیز خدمت دین کیلئے وقف کر رکھی تھی۔ آپ کو زعیم انصار اللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم موصی تھے۔

(12) مکرم عمر بلال صاحب (ابن مکرم محمد صدیق صاحب۔ کوٹ عبدالمالک۔ ضلع شیخوپورہ) گزشتہ دنوں اپنے والد محمد صدیق صاحب کی وفات کے نو ماہ بعد بجلی کا کرنٹ لگنے سے 23 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نمازوں کے پابند، جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے، خوش خلق، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار نیک نوجوان تھے۔ آپ کو شعبہ اطفال میں مختلف حیثیتوں سے خدمت بجالانے کا موقع ملا۔ نیز ناظم اطفال، ناظم سمعی بصری اور ناظم عمومی کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔

(13) مکرمہ انور بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد علی صاحب مرحوم۔ لاہور) 10 نومبر 2013ء کو طویل علالت کے بعد وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، مہمان نواز، صاف گو اور نیک خاتون تھیں۔ جماعتی اجلاسات اور پروگراموں میں خود بھی حصہ لیتیں اور اپنے بچوں کو بھی ان میں شامل ہونے کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ کراچی میں مختلف حیثیتوں سے جماعتی خدمت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم اکرم محمود صاحب مبلغ سلسلہ ہیں اور آجکل ڈنمارک میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(14) مکرم زاہد محمود قریشی صاحب (والٹن۔ لاہور کینٹ)

22 ستمبر 2013ء کو برین ہیمرج سے ساڑھے 52 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ مکرم حکیم محمد عبداللہ صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور مکرم محمد صدیق انصاری صاحب (برادر مکرم مولانا محمد سعید انصاری مرحوم سابق مبلغ سلسلہ) کے نواسے تھے۔ سانحہ لاہور 28 مئی 2010ء میں شدید زخمی ہوئے۔ اسی دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ فون آپ کی عیادت بھی کی۔ آپ نہایت شفیق، بیوی بچوں سے حسن سلوک کرنے والے نیک انسان تھے۔ جماعتی عہدیداران کی بہت عزت کرتے اور مالی قربانی میں بڑے اہتمام اور شوق سے حصہ لیتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(15) مکرم ناصر محمود عباسی صاحب (ابن مکرم نذیر احمد عباسی صاحب۔ ربوہ) 23 جولائی 2013ء کو 62 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ بہت نیک، سادہ مزاج، ملنسار، صاف گو، قناعت پسند اور درویش صفت اور نڈر انسان تھے۔ وقف عارضی کے طور پر کئی جماعتی اداروں میں خدمت کی توفیق پائی۔ نظام جماعت اور خلافت سے نہایت اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔ آپ مکرم مولانا محمد سعید انصاری صاحب (مبلغ سلسلہ انڈونیشیا، ملائشیا اور سنگاپور) کے داماد اور مکرم حافظ محمد ظفر اللہ صاحب مربی سلسلہ (وکالت اشاعت لندن) کے خسر تھے۔

(16) مکرم قاضی مقبول احمد صاحب (جرمنی) 10 اگست 2013ء کو جرمنی میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم بہت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔

(17) عزیزم سعد اللہ (واقف نو۔ ربوہ) آپ کو 2012ء میں ہڈی کے کینسر کی تشخیص ہوئی تھی جس کی وجہ سے 29 اکتوبر 2013ء کو 16 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ عزیزم نہایت ذہین، اچھے اخلاق وعادات اور اعلیٰ خصوصیات کے مالک تھے۔ آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا اور چھوٹی عمر سے ہی اپنے غیر از جماعت عزیزوں کو قرآن و حدیث کی رو سے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل بڑے مؤثر رنگ میں پیش کیا کرتے تھے۔ عزیز کے والد ان کی پیدائش کے کچھ عرصہ بعد شہید ہوگئے تھے۔ پسماندگان میں والدہ یادگار چھوڑی ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

بقیہ: حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب۔ از صفحہ نمبر 2

از صفحہ نمبر 2

طرف سے لکھے گئے مختلف خطوط پڑھے ہیں، اُن کو پڑھنے کے بعد مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مختلف بادشاہوں کو امن کی طرف بلانے والے خطوط یاد آ گئے۔ مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ احمدی مسلمان ہیں اور احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے اور ایک امن پسند جماعت ہے۔

پھر غیر بھی جماعت احمدیہ سے اسلام کا پیغام سن کر کیا کہتے ہیں، اس کی بھی ایک دو مثالیں پیش کر دیتا ہوں۔

پیٹی اوِلار (Pete Aguilar) صاحب لاس اینجلیز کے قریب ریڈ لینڈز کے میئر سٹی ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ خلیفہ وقت کا خطاب سننے سے پہلے مجھے جماعت احمدیہ کے متعلق بہت کم تجربہ تھا۔ میں نے اپنی ساری زندگی تعلیم حاصل کرنے میں گزاری ہے۔ اس لحاظ سے مجھ پر ایک نئے پہلو کا انکشاف ہوا کہ کس طرح اسلام کی حقیقی تعلیمات دنیا میں امن اور برداشت پھیلانے میں مدد ہو سکتی ہیں۔ مجھے امام جماعت کی اس بات سے اتفاق ہے کہ امن اُس وقت تک حاصل نہیں کیا جا سکتا جب تک جابرانہ نکتہ ہائے نظر اور ظلم کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔ مَیں امام جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ میں اس دنیا کو بہتر جگہ بنانے کی خاطر اپنی زندگی اُن کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق گزاروں گا۔

پھر استقبالیہ میں ایک مہمان دوست ڈاکٹر فریڈ آئے تھے، کہتے ہیں امام جماعت احمدیہ نے مذہب کی جو تصویر پیش کی ہے اُس کے متعلق میرا علم بہت کم تھا۔ مذہب کے متعلق امام جماعت احمدیہ کے الفاظ میری سوچ کی عکاسی کر رہے تھے۔ ’’محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں‘‘ کا پیغام بہت زبردست تھا۔ ایک دوسرے کو اس طرح قبول کرنا کہ صرف ایک خدا ہے۔ جو اُس کا خدا ہے وہی میرا خدا ہے، امام جماعت احمدیہ کے لبوں سے نکلا ہوا ہر حرف سچا تھا۔ اُن کی دنیا میں قیامِ امن کے لئے کوششوں اور ایٹمی جنگ کے متعلق انتباہ پر دنیا کے حکمرانوں کو کان دھرنے چاہئیں۔ مَیں دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

پھر کالسروئے جرمنی سے ہمارے ایک احمدی لکھتے ہیں کہ اس سال جلسہ سالانہ جرمنی 2013ء پر ایک جرمن دوست تشریف لائے، وہ پیشے کے لحاظ سے گورنمنٹ ملازم تھے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ بنیادی طور پر مذہب سے بیزار ہو چکے ہیں لیکن اُن کے اندر بہرحال ایک طلب موجود تھی کہ سچا مذہب کون سا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن مجھے خواب میں آواز آئی کہ اپنے دشمن کے لئے دعا کرو۔ مجھے اس فقرے کی بالکل سمجھ نہ آئی۔ کہتے ہیں میں نے جب اس فقرے کو جرمن زبان میں انٹرنیٹ پر تلاش کیا تو میں ایک ایسے پلیٹ فارم پر پہنچ گیا جہاں اس مضمون کے تحت مختلف مذہبی لوگوں کی طرف سے بیانات درج تھے۔ اُن میں سے ایک یہ بیان بھی درج تھا کہ تم اُس وقت تک حقیقی مومن نہیں بن سکتے جب تک تم اپنے دشمنوں کے لئے دعا نہ کرو اور اس کے نیچے لکھا تھا، ’’مرزا غلام احمد قادیانی‘‘۔ کہتے ہیں مَیں نے جب اس نام کو سرچ کیا تو میں جماعت احمدیہ کی ویب سائٹ پر چلا گیا جہاں پر امام جماعت احمدیہ کا یوکے پارلیمنٹ والا خطاب موجود تھا۔ اس خطاب کو سن کر میرے دل پر بڑا گہرا اثر ہوا اور میرے دل سے اس شخص کے لئے دعائیں نکلیں کہ آج اس دنیا میں یہ واحد فرد ہے جو اپنے دشمنوں کے لئے دعائیں کر رہا ہے۔ اسی دوران مَیں نے دیکھا کہ کالسروئے میں جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ ہو رہا ہے جو میرے گھر سے تقریباً چار سو کلومیٹر ہے۔ مَیں ساری رات سوچتا رہا کہ جاؤں یا نہ جاؤں۔ مجھے وہ اندر داخل ہونے بھی دیں گے یا نہیں؟ بہرحال میں نے یہ سوچتے ہوئے فیصلہ کیا کہ اگر وہ مجھے جلسہ میں شامل نہ بھی ہونے دیں گے مگر میرے دل کی تسلی اور میری نیت کا ثواب مجھے ضرور مل جائے گا۔ چنانچہ وہ آئے اور تینوں دن جلسے سے فیضیاب ہوئے اور تبلیغی گفتگو ہوئی اور بہت تسلی اُن کی ہوئی ہے۔ جماعت کے قریب آ چکے ہیں۔ احمدی تو نہیں ہوئے لیکن قریب آ چکے ہیں۔

پس یہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے تأثرات سن کر کوئی کہہ سکتا ہے کہ اسلام اور مسلمان کی اندرونی خوبصورتی کا ادراک جتنا جماعت احمدیہ کے افراد کو ہے کسی اور کو ہو سکتا ہے؟ ایسی ہزاروں مثالیں ہیں، اگر میں بیان کرنی شروع کروں تو گھنٹوں لگ جائیں اور ختم نہ ہوں۔ پس جو مختلف حوالوں سے میں نے کچھ تفصیلی بیان کئے ہیں، اس لئے کہ وقتاً فوقتاً مختلف زاویوں سے کبھی ایک ذریعہ سے کبھی دوسرے ذریعہ سے احمدیت کے خلاف کفر کے فتووں کا اُبال اُٹھتا رہتا ہے۔ اس کا ردّ اپنوں جن میں نئے شامل ہونے والے اور نوجوان نسل ہے، اُن کو بھی ہونا چاہئے، اس لئے میں نے کچھ بیان کر دیئے۔ جو حق کی تلاش میں ہیں ان کو بھی ہو جائے، جو مخالفین کی اندھی تقلید کرتے ہیں اُن کو بھی ہو جائے۔

پس خلاصہ یہ کہ ہم مسلمان ہیں اُس شخص کے اپنے قول کے مطابق جس کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق تمام تر روشن نشانوں کے ساتھ اس زمانے کا امام اور مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر بھیجا ہے۔ ہم مسلمان ہیں ہر اُس تعریف کے مطابق جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کی کی ہے اور جس کی رو سے کسی مسلمان پر کفر کا فتویٰ لگانے والا جو ہے خود اپنے آپ کو اسلام سے محروم کر لیتا ہے۔ ہم مسلمان ہیں خدا تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق جس نے ہمارا نام مسلمان رکھا ہے، جس نے وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعۃ: 4) کا اعلان فرما کر ہمیں اُن حقیقی مسلمانوں میں شامل فرما دیا جن کی ابتدا بھی اسلام ہے اور جن کی انتہا بھی اسلام ہے۔ ہم مسلمان ہیں اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق کہ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (حٰم سجدۃ: 34)۔ آج کون سی جماعت ہے جو بحیثیت جماعت اللہ کی طرف مشرق میں بھی بلا رہی ہے اور مغرب میں بھی بلا رہی ہے۔ شمال میں بھی بلا رہی ہے اور جنوب میں بھی بلا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظیم کتاب کے پیغام کو یورپ میں بھی پھیلا رہی ہے اور امریکہ میں بھی پھیلا رہی ہے ایشیا میں پھیلا رہی ہے اور افریقہ میں بھی پھیلا رہی ہے۔ آسٹریلیا میں بھی پھیلا رہی ہے اور جزائر میں بھی پھیلا رہی ہے۔ عرب کے شرفاء بھی قائل ہو رہے ہیں جیسا کہ میں نے کل اور آج بھی کچھ مثالیں دی تھیں کہ آج دلائل اور براہان اور منطقی طریق پر جس طرح جماعت احمدیہ اسلام کا مقام بلند کر رہی ہے، اسلام کا پیغام دے رہی ہے، دنیا میں اسلام کا کوئی اور فرقہ، گروہ یا عالم نہیں دے رہا۔ اسلام کا مقام غیروں کے سامنے جس طرح جماعت احمدیہ قائم کر رہی ہے کوئی اسلامی تنظیم اس کے قریب بھی نہیں پھٹک رہی۔ ہم مسلمان ہیں خدا تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق جس کا اِدراک ہمیں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل فرما کر دیا ہے کہ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ۔ (الحج: 79) آج روئے زمین پر جماعت احمدیہ کے علاوہ کوئی جماعت نہیں جو بحیثیت جماعت تمام دنیا میں قیامِ نماز کا اہتمام کر رہی ہو۔ کوئی جماعت نہیں جو دین کی خاطر مالی قربانی اور زکوٰۃ کا اہتمام کر رہی ہو۔ کوئی جماعت نہیں جو خلافتِ راشدہ کے ساتھ جڑ کر خدا تعالیٰ کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہو۔ پس آج ہمیں ہی اس نظام سے جڑنے کی وجہ سے یہ خوشخبری ہے کہ تم مسلمان اور حقیقی مسلمان ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارا مولیٰ اور تمہارا مددگار ہے۔ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ۔ پس کیا ہی اچھا آقا اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔ آج اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہمارے ساتھ ہے، کل بھی میں نے کچھ واقعات سنائے تھے اور آج بھی جیسا کہ میں نے بتایا اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت کے حیرت انگیز نظارے دکھا رہا ہے۔ کیا یہ نظارے خدا تعالیٰ اُنہیں دکھاتا ہے جن کو وہ اسلام سے خارج کرتا ہے؟ کیا یہ نظارے وہ اُنہیں دکھاتا ہے جن کا وہ مولیٰ اور نصیر نہیں؟ یقیناً یہ سوچ جاہلانہ سوچ ہے۔

پس آج ہر احمدی اس یقین پر قائم ہے کہ وہ مسلمان ہے اور احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔ ہمارے مخالفین کی ایک کے بعد دوسری نسل اس دنیا سے گزرتی چلی جائے گی لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کو نہ کبھی نقصان پہنچا سکے ہیں اور نہ پہنچا سکیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ نہ یہ لوگ ہم سے کبھی حقیقی مسلمان ہونے کا اعزاز چھین سکے اور نہ چھین سکیں گے۔ ہم مسلمان تھے، ہم ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ رہیں گے۔ مَیں مخالفینِ احمدیت سے بھی کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر سے نہ لڑو۔ بعض مخالفین ایسے ہیں جو صرف مولویوں کے پیچھے چل کر مخالفت کر رہے ہیں۔ پس نام نہاد علماء کی مخالفت کی آواز کے بجائے خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول کی آواز کو سنو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمانوں کو بھی ہمیشہ بڑھاتا چلا جائے۔

اب اس کے بعد دعا ہو گی، دعا میں خاص طور پر پاکستان کے احمدی جو بڑی تکلیف میں ہیں اُن کو بھی یاد رکھیں اور جہاں جہاں بھی احمدی تکلیف میں ہیں اُن کو یاد رکھیں۔ دنیائے اسلام کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو بھی عقل اور سمجھ عطا فرمائے۔ سب محروموں کے لئے، ضرورتمندوں کے لئے دعا کریں، اللہ تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو بھی اپنی منزلِ مقصود تک خیریت سے پہنچائے، آمین۔ دعا کر لیں۔ (دعا)

............☆☆☆☆☆............

بقیہ: بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی صداقت کے تین شاہد

از صفحہ نمبر 4

غور کریں اور جدھر خدا تعالیٰ کا ہاتھ اشارہ کر رہا ہے اُدھر چل پڑیں۔ یہ عمر چند روزہ ہے اور اِس دنیا کی نعمتیں زوال پذیر ہیں۔ اُس جگہ اپنا گھر بنائیں جو فنا سے محفوظ ہے اور اُس یار سے اپنا دل لگائیں جس کی محبت ہر نقص سے پاک کر دینے والی ہے۔ ایک عظیم الشان نعمت کا دروازہ آپ کے لئے کھولا گیا ہے‘ اس دروازہ سے منہ موڑ کر دوسری طرف نہ جائیں کہ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَ ظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ [3] کا ارشاد آپ کو اس سے روک رہا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر بیان کرتا ہوں کہ آپ کی ہمدردی نے مجھے اِس پیغام پر مجبور کیا ہے اور کسی نفسانی خواہش کی وجہ سے نہیں بلکہ آپ کی ہمدردی کی وجہ سے میں نے یہ آواز اُٹھائی ہے۔ پس ایک دردمند کی آواز سنیں اور ایک خیرخواہ کی بات پر کان دھریں کہ اس میں آپ کا بھلا ہوگا اور آپ کا دین اور دنیا دونوں اس سے سُدھر جائیں گے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اسے قبول کریں اور اس راہ میں پیش آنے والی تکالیف کو عینِ راحت سمجھیں کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی راہ میں مارے جاتے ہیں وہی ہمیشہ کی زندگی پاتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

والسلام، خاکسار

مرزا محمود احمد

امام جماعت احمدیہ‘‘

(مطبوعہ 30 ستمبر 1934ء کو آرٹیو سٹیم پرنٹنگ پریس وطن بلڈنگس لاہور) (انوار العلوم جلد 13 صفحہ 465 تا 475)

(1) الفرقان: 53.

(2) بخاری کتاب الجهاد والسیر باب يُقَاتَلُ مِنْ وَّرَاءِ الْاِمَامِ وَيُتَّقٰى بِهٖ.

(3) الحدید: 14

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ: رپورٹ دورہ نیوزی لینڈ از صفحہ نمبر 20

کی تعداد چار صد کے لگ بھگ ہے اور مضبوط اور فعال جماعت قائم ہے۔ جماعت کا اپنا خوبصورت سینٹر ہے اور یہ سال **2013ء جماعت نیوزی لینڈ اپنی سلور جوبلی کے طور پر منارہی ہے اور اس سال جماعت نے دو منازل پر مشتمل اپنی پہلی مسجد تعمیر کی ہے۔ مسجد** کا نام مسجد بیت المقیت ہے۔ اس مسجد کا افتتاح امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز انشاء اللہ تعالیٰ یکم نومبر 2013ء بروز جمعۃ المبارک فرمائیں گے۔

29/ اکتوبر بروز منگل 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پانچ بجے ہوٹل سے روانہ ہو کر سوا پانچ بجے مسجد بیت المقیت میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس اپنی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا کے مختلف ممالک کی جماعتوں سے موصول ہونے والی ڈاک، فیکسز، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور اپنے دست مبارک سے ان پر ہدایات سے نوازا۔

Maori بادشاہ کی طرف سے حضور انور کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں نیوزی لینڈ کی قدیم ترین قوم ماؤری (Maori) کے بادشاہ کی طرف سے ایک استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا گیا۔

نیوزی لینڈ کے یہ قدیم ترین باشندے Maori لوگ تیرہویں صدی عیسوی کے دوران Oceania کے مشرقی حصہ Polynesia سے نقل مکانی کر کے اس جزیرہ میں پہنچے اور انہوں نے اس جزیرہ کو Aotearoa (آؤتے آراؤ) کا نام دیا جو آجکل نیوزی لینڈ کہلاتا ہے۔ یہ ماؤری لوگ ایک قوم کے طور پر اکٹھے نہیں رہتے تھے بلکہ چھوٹے چھوٹے قبیلوں میں پورے ملک میں پھیلے ہوئے تھے۔ انہوں نے نیوزی لینڈ میں نئے پودے بھی کاشت کئے جو کہ یہ اپنے آبائی علاقوں سے لائے تھے۔ ان کا اپنا الگ کلچر اور رسم و رواج اور الگ زبان اور روایات ہیں۔

جب 17ویں صدی عیسوی میں یورپین لوگ یہاں نیوزی لینڈ کی سرزمین پر پہنچے اور یہاں قبضہ کرنا چاہا تو ان ماؤری قبائل نے سخت مزاحمت دکھائی۔ ماؤری بہت سمجھدار جنگجو قوم تھی۔ جب برطانوی فوج نے محسوس کیا کہ ماؤری قوم کو شکست دینا مشکل ہے تو انہوں نے ماؤری قوم سے 1840ء میں امن معاہدہ کرلیا جسے Treaty of Waitangi کا نام دیا گیا۔

جب ماؤری لوگوں نے دیکھا کہ برطانوی باشندے آہستہ آہستہ زمین پر قبضہ کرتے جارہے ہیں تو انہوں نے اس کے خلاف تحریک شروع کردی اور 1850ء میں ماؤری لوگوں نے ملکہ برطانیہ کی طرح اپنا بادشاہ بنانے کا ارادہ کیا اور شمالی جزیرے کے وسطی علاقوں میں رہنے والے ماؤری قبیلوں نے ایک چیف Putatau Te Wherowhero کو اپنا بادشاہ مقرر کرلیا۔

موجودہ بادشاہ Tuheitia Paki 2006ء میں بادشاہ بنا۔ یہ ساتواں بادشاہ ہے۔ اس کی رہائش قصبہ Ngaruawahia میں ہے جو کہ آک لینڈ سے قریباً ایک سو کلومیٹر کی مسافت پر واقع ہے۔ ماؤری لوگوں کے لئے ان کا کمیونٹی سنٹر، جسے Marae (مَرَائے) کہتے ہیں، بہت اہمیت کا حامل ہے اور اسے ایک مقدس جگہ سمجھا جاتا ہے۔

ماؤری کلچر کی ایک خاص بات ان کا اپنے مہمانوں کے استقبال کا ایک خاص طریق ہے جس کے لئے مرائے پر ایک خصوصی تقریب منعقد ہوتی ہے۔ اس طرح پر استقبال کے بعد مہمان اس مرائے (Marae) اور قبیلہ کا حصہ سمجھے جانے لگتے ہیں۔

جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا نیوزی لینڈ آنے کا پروگرام بنا تو ماؤری بادشاہ کی مرائے کی کونسل نے، اپنے بادشاہ کی طرف سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اور جماعتی وفد کو مرائے آنے کی دعوت دی اور بادشاہ کی منظوری کے بعد یہ اطلاع دی گئی کہ **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لئے ایسے استقبال کا انتظام کیا جارہا ہے جو کہ ماؤری روایات کے مطابق کسی سربراہ حکومت یا کسی بڑے قبیلہ کے بادشاہ کے لئے مخصوص ہے۔ اسی طرح ماؤری سینٹر مرائے پر ماؤری جھنڈے کے ساتھ لوائے احمدیت لہرائے جانے کا بھی انتظام کیا گیا۔**

پروگرام کے مطابق نو بجکر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور ماؤری سینٹر Marae کے لئے روانگی ہوئی۔ ساڑھے دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ماؤری سینٹر تشریف آوری ہوئی۔ جہاں پر حضور انور کا شاہانہ استقبال کیا گیا۔ جیسے ہی حضور انور کی کار گیٹ پر رُکی، **بادشاہ کے خاص چیف جو کہ بادشاہ کا بیٹا تھا نے حضور انور کو اندر آنے کی دعوت دی۔** گیٹ کے اندر داخل ہوتے ہی ماؤری کلچر کے مطابق تین جنگجو نوجوان اپنے روایتی ہتھیاروں کے ساتھ آگے بڑھے اور جنگی انداز میں، اپنی روایت کے مطابق چیلنج کیا کہ آیا آپ لوگ امن کے لئے آئے ہیں یا جنگ کے لئے، تینوں نوجوانوں نے جب یہ تسلی پالی کہ آنے والے امن کی خاطر آئے ہیں تو ایک نوجوان نے ایک تراشیدہ خنجر نما لکڑی کے ٹکڑے کو سمبل (Symbol) کے طور پر حضور انور کے سامنے رکھ دیا کہ تم امن کے لئے آئے ہو تو ہم اپنا ہتھیار پیش کرتے ہیں۔ اس ہتھیار کو دائیں ہاتھ سے اٹھانا اس بات کی نشانی ہوتا ہے کہ ہم امن اور دوستی کے لئے آئے ہیں۔ چنانچہ صدر صاحب جماعت نیوزی لینڈ نے اس لکڑی کے ہتھیار کو دائیں ہاتھ سے اٹھانے کے بعد، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دائیں ہاتھ میں پکڑایا۔ اس کے بعد بڑی شان اور بڑی عزت و احترام سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو مرائے میں لے جایا گیا۔ حضور انور کی آمد پر ماؤری بچوں اور بچیوں نے گروپ کی صورت میں اپنی ماؤری زبان میں استقبالیہ گیت پیش کیا اور خوش آمدید کہا۔

بادشاہ اگرچہ عموماً اس تقریب میں شامل نہیں ہوتا اور دوسرے ماؤری چیف ہی مہمانوں کا استقبال کرتے ہیں۔ **لیکن آج حضور انور کے استقبال کے لئے منعقدہ اس تقریب میں بادشاہ اپنی ملکہ کے ساتھ شامل ہوا۔ نیز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلّہا العالی کو اس جگہ میں بٹھایا گیا جو سب سے مقدس سمجھی جاتی ہے اور بادشاہ اس جگہ بیٹھ کر ایسی تقریبات کی صدارت کرتا ہے۔**

بعد ازاں ماؤری سرکردہ افراد نے اپنے ایڈریسز پیش کئے۔ ان مقررین نے اپنے ایڈریسز میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مرائے (Marae) آمد پر انتہائی خوشی کا اظہار کیا اور حضور انور کے لئے تعریفی کلمات کہے۔ ایک چیف نے کہا کہ آج عزت مآب خلیفۃ المسیح کے آنے کی وجہ سے ہماری شان میں اضافہ ہوا ہے اور حضور انور کا یہاں آنا ہمارے لئے باعث عزت ہے اور اس سے ہمارے تعلقات اور پختہ ہوں گے۔ ہر ایڈریس کے بعد کچھ لوگ کھڑے ہو کر اپنا روایتی استقبالیہ گیت پیش کرتے تھے۔

جماعت کی طرف سے مکرم شکیل احمد منیر صاحب (جنہوں نے ماؤری زبان میں ترجمہ قرآن کریم کیا ہے اور یہ ترجمہ امسال ہی شائع ہوا ہے) نے اپنا ایڈریس پیش کیا اور جماعت کے مختصر تعارف کے بعد ماؤری ترجمہ قرآن کریم کا ذکر کیا۔

اس کے بعد بچیوں کے ایک گروپ نے نظم:

"ہے دست قبلہ نما لا الٰہ الا اللہ"

ترنم کے ساتھ پڑھی۔ جماعتی وفد کے تمام ممبران نے جن کی تعداد 25 کے قریب تھی کھڑے ہو کر یہ نظم ساتھ پڑھی اور اس طرح ماؤری سینٹر کی فضا لا الٰہ الا اللہ سے گونجتی رہی۔

اس کے بعد ماؤری پروٹوکول کے مطابق بادشاہ نے آگے بڑھ کر حضور انور سے مصافحہ کیا۔ اسی طرح دیگر ماؤری Elders اور موجود لوگ باری باری جماعت کے وفد سے ملے اور اپنی دوستی اور تعلق کا اظہار کیا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اور وفد کے اراکین کو مرائے کے اُس ہال میں لے جایا گیا جہاں قیمتی نوادرات وغیرہ رکھے ہوئے ہیں اور ماؤری بادشاہوں کی تصاویر آویزاں کی گئی ہیں۔ یہاں بھی صرف خاص الخاص مہمانوں کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ اسی ہال میں ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔ ماؤری کنگ حضور انور کے ساتھ بیٹھا رہا۔ حضور انور اس سے گفتگو فرماتے رہے۔

بعد ازاں بادشاہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو مختلف نوادرات دکھائے، ان میں مختلف جنگی آلات بھی تھے اور دوسری ایسی اشیاء بھی تھیں جو گزشتہ سالہا سال سے ان قبائل کے ورثہ میں چلی آرہی ہیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وزیٹر بک پر لکھا:

Mirza Masroor Ahmad
Head of The Ahmadiyya Muslim Community

اس کے بعد حضور انور نے اپنے دستخط فرمائے اور تاریخ 13-10-29 درج کی۔

بعد ازاں حضرت بیگم صاحبہ مدظلّہا العالی نے بھی وزیٹر بک پر اپنے دستخط کئے۔

بعد ازاں ماؤری روایات کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اس ہال سے باہر ملحقہ برآمدے میں لے جایا گیا جہاں آج کے اس استقبال کا آخری پروگرام منعقد ہوا جس میں سب سے قبل نیشنل صدر صاحب جماعت نیوزی لینڈ مکرم اقبال احمد صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا مختصر تعارف پیش کیا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ماؤری بادشاہ کو قرآن کریم کا ماؤری زبان میں ترجمہ کا تحفہ دیا اور کرسٹل میں بنا ہوا مینارۃ المسیح دیا۔ ماؤری بادشاہ نے بھی حضور انور کی خدمت میں ایک تحفہ پیش کیا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مختصر خطاب میں ماؤری بادشاہ کا شکریہ ادا کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ اپنا خطاب شروع کرتے ہوئے فرمایا: مَیں ماؤری بادشاہ کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے آج اپنے روایتی انداز میں ہمیں خوش آمدید کہا اور انتہائی گرمجوشی سے ہمارا استقبال کیا اور اتنی اعلیٰ یہ Reception تھی جو آج تک میں نے نہیں دیکھی۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو قرآن کریم کا ماؤری زبان میں ترجمہ آپ کو دیا گیا ہے یہ ہمارے عقائد کے مطابق وہ آخری کتاب ہے جو کامل شریعت پر مشتمل ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور آخری کامل شریعت کے طور پر نازل ہوئی۔ یہ قرآن کریم اس بارہ میں ہماری راہنمائی کرتا ہے کہ ہم نے کس طرح اپنے ربّ کو پہچاننا ہے اور کس طرح خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنا ہے اور پھر کس طرح ایک انسان نے دوسرے انسان سے تعلق رکھنا ہے اور اس کے حقوق ادا کرنے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا آج دنیا کو امن، صلح، محبت، اخوت، بھائی چارہ اور رواداری کی ضرورت ہے اور قرآن کریم یہی پیغام امن، صلح، بھائی چارہ اور رواداری کے قیام کا دیتا ہے۔ صرف پیغام ہی نہیں دیتا بلکہ راہنمائی کرتا ہے کہ آپ کن اصولوں پر چل کر اپنے معاشرہ کو ایک پُرامن معاشرہ بنا سکتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم احمدی اس بات کو مانتے ہیں کہ جس مسیح نے اس دنیا میں دوبارہ نازل ہونا تھا وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب آف قادیان کی صورت میں آچکا ہے اور آپ جماعت احمدیہ کے بانی ہیں۔ اسلام کی جو تعلیمات بھلا دی گئی تھیں۔ آپ انہیں دوبارہ زندہ کرنے کے لئے آئے۔ آپ نے اسلام کی اصل اور حقیقی تعلیمات دنیا کے سامنے پیش کیں۔ آج ہم قرآن کریم کے تراجم دنیا کی مختلف زبانوں میں کر رہے ہیں تا کہ دنیا کی ہر قوم کو اُس کی اپنی زبان میں اسلام کا پیغام پہنچے اور اسلام کی اصل اور حقیقی تعلیم کا انہیں علم ہو۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا میں دعا کرتا ہوں کہ آج جو یہ دوستی ہمارے درمیان قائم ہوئی ہے یہ ہمیشہ قائم رہے۔ میں ایک بار پھر بادشاہ ملکہ اور آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہماری روایت یہ ہے کہ آخر پر ہم دعا کرتے ہیں۔ چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

اس طرح آج کی یہ ایک انتہائی غیر معمولی تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ بعد ازاں **ماؤری بادشاہ کا بیٹا اور بعض دیگر ماؤری سرکردہ حکام حضور انور کو باہر گاڑی تک چھوڑنے آئے** اور حضور انور کو انتہائی عزت و احترام کے ساتھ رخصت کیا۔

Rotorua کے علاقہ کی سیر

پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق یہاں سے بارہ بجکر پینتیس منٹ پر Rotorua نامی شہر کے لئے روانگی ہوئی۔ قریباً دو گھنٹے کے سفر کے بعد اڑھائی بجے دوپہر Rotorua شہر کے ایک ہوٹل Rydges Hotel میں تشریف آوری ہوئی۔ حضور انور اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کا انتظام اسی ہوٹل کے ایک ہال میں کیا گیا تھا۔ چار بجکر پینتالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشریف لاکر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

Rotorua شہر اور اس کے اردگرد کا علاقہ ایک پُرفضا مقام ہے۔ سرسبز و شاداب پہاڑی سلسلہ اور مختلف خوبصورت جھیلوں کے درمیان یہ علاقہ آباد ہے۔ اسی علاقہ میں ایک طرف گندھک (Sulphur) کے ابلتے ہوئے چشمے ہیں اور پھر کچھ فاصلے پر ماؤری قبائل کا ایک گاؤں ہے جس میں ماؤری لوگ اپنے کلچر اور روایات کے ساتھ اسی

طرح زندگی گزار رہے ہیں جس طرح آج سے ایک صدی قبل گزار رہے تھے، ان کے گھر، ان کے رہن سہن، انسان کو صدیوں پیچھے لے جاتے ہیں۔

چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ سے باہر تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق اس علاقہ کی سیر کے لئے روانگی ہوئی۔ سب سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اس علاقہ میں تشریف لے گئے جہاں گندھک کے چشمے ابل رہے تھے اور گندھک کا شدید گرم پانی فواروں کی صورت میں ایک پہاڑی کے مختلف حصّوں سے باہر نکل رہا تھا۔ گائیڈ نے بتایا کہ یہ چشمے قریباً 20 ہزار سال سے موجود ہیں۔ اور ان سے فواروں کی صورت میں بڑے پریشر کے ساتھ نکلنے والا گندھک کا پانی 30 میٹر کی بلندی تک جاتا ہے۔ کبھی کبھی یہ پانی کچھ عرصہ کے لئے غائب بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن ایک ہی سال میں 300 دن ایسے آئے کہ جب یہ مسلسل نکلتا رہا۔ ورنہ کچھ عرصہ نکلنے کے بعد کچھ دنوں کے لئے غائب ہو جاتا ہے۔ جہاں یہ چشمے ابل رہے ہیں وہاں اس پہاڑی میں اور اردگرد کے ایریا میں پتھروں میں مختلف جگہوں پر سوراخ بنے ہوئے ہیں جہاں سے مسلسل دھواں نکلتا رہتا ہے اس طرح ایک طرف ابلتا ہوا پانی مختلف جگہوں سے 30 میٹر تک بلند ہو رہا ہے، تو دوسری طرف سینکڑوں سوراخوں سے مسلسل دھواں نکل رہا ہے یوں لگتا ہے کہ یہ ساری جگہ دہک رہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے گائیڈ سے مختلف امور کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ساتھ ساتھ ان جگہوں کی ویڈیو بھی بنائی اسی پہاڑی کے اردگرد زمین پر دلدل کی صوت میں مختلف جگہوں پر تالاب بنے ہوئے ہیں جنہیں Boiling Mud Pools کہا جاتا ہے۔ ان تالابوں میں بھی سلفر اور مختلف سالٹس Salts کا پانی مسلسل بلبلوں کی طرح ابل ابل کر نکل رہا ہے۔

یہاں کے وزٹ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یہاں سے ساڑھے سات کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع Lake Ratorua پر تشریف لے آئے۔ یہ اس علاقہ کی 16 جھیلوں میں سے سب سے بڑی جھیل ہے اور تین اطراف سے ایک سرسبز پہاڑی سلسلہ نے اسے گھیرا ہوا ہے ایک طرف میدانی علاقہ ہے جہاں سے لوگ اس کا نظارہ کرتے ہیں اور جھیل کی سیر کروانے کے لئے چھوٹے بحری جہاز اور کشتیاں وغیرہ چلتی ہیں۔ اس علاقہ میں 16 جھیلیں ہیں اور یہ سب کی سب Cataclysmic Volcanic Activity سے بنی ہیں۔ اس جھیل کے کنارے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے تشریف فرما رہے اور خوبصورت قدرتی مناظر کی تصاویر اور ویڈیو بھی بنائی۔ یہاں پر قیام کے دوران کافی اور چائے وغیرہ کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔

اس جھیل کی سیر کے بعد ساڑھے سات بجے ہوٹل Rydges واپسی ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پروگرام کے مطابق ساڑھے نو بجے ہوٹل کے ایک ہال میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

......☆☆☆......

آج ماؤری سینٹر Marae میں استقبالیہ تقریب کی براہ راست کوریج ایک ماؤری ریڈیو نے کی۔ اسی طرح نیوزی لینڈ کے نیشنل ریڈیو اور نیشنل ماؤری ٹی وی نے اپنی خبروں میں آج کی اس تقریب کا نمایاں رنگ میں ذکر کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا تھا:

''خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام دنیا میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ ...... ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا۔ یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا''۔

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409)

پھر آپ ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

''اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر خدا کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول اشتہار نمبر 91 صفحہ 282,281)

آج نیوزی لینڈ کی سرزمین پر آباد ایک قدیم ماؤری قوم نے جس طرح اپنے سینٹر Marae میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا والہانہ اور انتہائی عقیدت و احترام کے ساتھ اور دل کی گہرائیوں سے استقبال کیا ہے اور اپنے سینٹر میں خود اپنے ہاتھوں سے لوائے احمدیت لہرایا ہے۔ یہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ آج یہ قوم بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چشمہ سے سیراب ہوئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن یہ قوم بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ میں آملے گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے **دوران سال اس قوم سے پہلی بیعت بھی عطا ہوئی ہے** اور یہ بیعت اب انشاء اللہ العزیز سینکڑوں اور پھر ہزاروں میں تبدیل ہوگی۔ اللہ کرے کہ جلد ایسا ہو اور یہ نظارے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ آمین

....

30 اکتوبر بروز بدھ 2013ء

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہوٹل کے ایک ہال میں جو نماز کے لئے مخصوص کیا گیا تھا تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف خطوط اور رپورٹس پر ہدایات سے نوازا۔

آج پروگرام کے مطابق Ratorua کے علاقہ سے واپس ہملٹن (Hamilton) اور پھر وہاں سے آک لینڈ (Auckland) کے لئے روانگی تھی۔ Ratorua سے ہملٹن کا فاصلہ 106 کلومیٹر ہے۔ گیارہ بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل سے باہر تشریف لائے اور ہملٹن کے لئے روانگی ہوئی۔

ہملٹن گارڈنز

ہملٹن شہر نیوزی لینڈ کے بڑے شہروں میں سے ایک شہر ہے۔ یہاں پر ایک وسیع و عریض رقبہ پر Hamilton Garden کے نام سے ایک باغ لگایا گیا ہے۔ اس باغ کی خصوصیت یہ ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک سے پھولوں کے پودے لا کر اگائے گئے ہیں۔ اس باغ کو دو طرح سے تیار کیا گیا ہے۔ مثلاً ایک وسیع احاطہ مخصوص کر کے اس میں صرف گلاب کے پودے لگائے گئے ہیں جو دنیا کے مختلف ممالک سے لائے گئے ہیں مختلف رنگوں کے گلاب سے یہ حصہ مزین ہے اور اس کا نام Rogers Rose Garden ہے۔

پھر دنیا کے مختلف ممالک کا علیحدہ علیحدہ باغ تیار کیا گیا ہے۔ جیسے Chinese Garden، English، Flower Garden، Japanese Garden، اٹالین گارڈن، انڈین چار باغ گارڈن وغیرہ بنائے گئے ہیں اور ہر ایک میں بڑی خوبصورتی اور ترتیب کے ساتھ پھول لگائے گئے ہیں اور ساتھ تالاب بنائے گئے ہیں اور فوارے وغیرہ لگائے گئے ہیں۔ اسی طرح یہاں، Kitchen Garden، Herb Garden اور دوسرے مختلف ناموں اور اقسام کے باغات موجود ہیں۔

قریباً ایک گھنٹہ پچیس منٹ کے سفر کے بعد ہملٹن گارڈن آمد ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس باغ کے مختلف حصے دیکھے اور تصاویر بھی بنائیں اور قریباً پچاس منٹ تک اس باغ کا وزٹ فرمایا۔

بعد ازاں یہاں سے ایک بجکر پچیس منٹ پر آک لینڈ کے لئے روانگی ہوئی۔ قریباً ایک گھنٹہ پینتیس منٹ کے سفر کے بعد تین بجے دوپہر ہوٹل Quest آمد ہوئی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

پانچ بجکر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ ہوٹل Quest سے روانہ ہو کر چھ بجے مسجد بیت المقیت پہنچے اور نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے گئے جہاں پروگرام کے مطابق سوا چھ بجے فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج شام کے اس سیشن میں مجموعی طور پر 58 فیملیز کے 393 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ان ملاقات کرنے والوں کا تعلق نیوزی لینڈ کی جماعتوں آک لینڈ، ہملٹن، ولنگٹن، Tauranga اور Whangarei سے تھا اس کے علاوہ جزائر فجی، پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے آئی ہوئی بعض فیملیز نے بھی اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔

ہر ایک نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام ساڑھے نو بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت المقیت میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

حضور انور کا ریڈیو انٹرویو

آسٹریلیا کے ایک سرکاری ریڈیو سٹیشن SBS کے نمائندہ نے 19 / اکتوبر بروز ہفتہ 2013ء کو مسجد بیت الہدیٰ سڈنی آ کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جو انٹرویو لیا تھا وہ آج 30 / اکتوبر کو اس ریڈیو سٹیشن نے نشر کیا ہے اور اس انٹرویو کی نشریات دس منٹ تک جاری رہیں۔ یہ ریڈیو سٹیشن دنیا کی 74 مختلف زبانوں میں پروگرام نشر کرتا ہے اور سارے آسٹریلیا میں سنا جاتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا SBS ریڈیو پر نشر کیا گیا مندرجہ ذیل انٹرویو اردو زبان میں تھا۔ پروگرام کے میزبان نے پروگرام کے آغاز میں تعارف کرواتے ہوئے کہا:

ہم اپنے پروگرام میں اکثر اقلیتی گروپ کے رہنماؤں اور آسٹریلیا آنے والی دیگر اہم شخصیات کے خیالات اور نقطۂ نظر آپ تک پہنچاتے ہیں۔ پاکستان میں اقلیت قرار دیئے جانے والی احمدی جماعت کے روحانی اور انتظامی سربراہ مرزا مسرور احمد آسٹریلیا کے دورہ پر آئے اور انہوں نے سڈنی میں ہونے والے احمدیہ جماعت کے سالانہ اجتماع میں شرکت کی ہے۔ اس وقت ہم آپ کو سڈنی میں ریکارڈ کی گئی بات چیت سنوار رہے ہیں۔ SBS کا ان خیالات سے متفق ہونا ضروری نہیں مگر ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے سامعین دوسروں کی رائے کا بھی اسی طرح احترام کریں گے جس طرح کے احترام کی توقع وہ اپنی رائے سے اختلاف کرنے والوں سے رکھتے ہیں۔

اس کے بعد درج ذیل ریکارڈ شدہ انٹرویو نشر کیا گیا۔

☆ میزبان نے انٹرویو کے آغاز میں کہا: اس وقت ہم مرزا مسرور احمد صاحب کے ساتھ موجود ہیں جو جماعت احمدیہ کے روحانی اور انتظامی سربراہ بھی ہیں۔ پروگرام میں خوش آمدید کہتا ہوں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جزاک اللہ۔ شکریہ۔

☆ اس کے بعد میزبان نے کہا کہ جناب مرزا صاحب! میں گفتگو کا آغاز احمدیہ جماعت کی تاریخ سے کرنا چاہوں گا۔ جماعت احمدیہ کی بنیاد کب پڑی، کیسے پڑی اور اس تحریک کا آغاز کس طرح ہوا؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جماعت احمدیہ کی تاریخ معلوم کرنے کے لئے آپ کو چودہ سو سال پیچھے جانا پڑے گا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک زمانہ آئے گا جب مسلمان عملی طور پر اپنی تعلیم کو بھول چکے ہوں گے۔ قرآن کریم تو موجود ہوگا لیکن اس پر عمل نہیں ہوگا اور ایک اندھیر ازمانہ ہوگا۔ بہرحال مختصر یہ کہ چودھویں صدی میں ایک شخص آئے گا جو مجھ میں سے ہی ہوگا اور میری تعلیم کو، حقیقی تعلیم کو، قرآن کریم کی تعلیم کو آگے بڑھائے گا اور وہ مسیح اور مہدی ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم یہ یقین کرتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں کہ وہ آنے والا شخص تمام نشانات کے ساتھ آیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھیں اور 1889ء میں انہوں نے یہ اعلان کیا اور جماعت کی بنیاد ڈالی اور پہلی بیعت لی۔ اور جو نشانات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے تھے ان بہت سے نشانات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جس کو ہم Heavenly Sign کہہ سکتے ہیں کہ رمضان کے مہینہ میں مخصوص تاریخوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ سورج اور چاند کو گرہن لگے گا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے 1894ء میں مشرق میں اور 1895ء میں Western Hemisphere میں ان مخصوص تاریخوں میں وہ گرہن لگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ آنے والا مسیح اور مہدی جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں کیونکہ نشانات بھی پورے ہو رہے ہیں اور اسی مقصد کے لئے آپ نے جماعت کا قیام کیا۔

☆ اس کے بعد انٹرویو کرنے والے صحافی نے سوال کیا کہ حضرت مسیح موعود کے انتقال کے بعد کیا طریق کار اپنایا گیا کیونکہ ان کا تو حضرت مسیح کے طور پر دعویٰ تھا۔ تو اس کے بعد خلافت کا سلسلہ کیسے شروع ہوا؟ جماعت میں خلیفہ کے انتخاب کیلئے کیا طریق کار اختیار کیا جاتا ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مسیح موعودؑ کے1908ء میں وصال کے بعد خلافت کا سلسلہ جاری ہوااوراس وقت موجودلوگوں نے خلافت کیلئے اپنا خلیفہ منتخب کیا جو حضرت مولانا نورالدین صاحب تھے اور وہ اس وقت زمانہ کے بڑے مانے ہوئے عالم تھےاوران کی وفات کے بعد پھر1914ء میں خلافت ثانیہ کا انتخاب ہوا۔ اس وقت جماعت میں تھوڑی سے rift ہوئی لیکن Majority of the Jamaat حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی بیعت میں آگئے۔اوراس کے بعد جو پیچھے ہٹے ہوئے تھے ان میں سے بھی بہت سارےلوگ بیعت میں شامل ہوگئے اور جماعت ترقی کرتی چلی گئی۔ جب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی وفات ہوئی اس وقت جماعت کی تعداد چار لاکھ یا اس سے کچھ اُوپر تھی اور وہ جماعت ترقی کرتے کرتے آج دنیا کے 204 مما لک میں ہے اور کروڑوں میں اس کی تعداد ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: خلافت کے انتخاب کے لئے اس کے بعد پھر باقاعدہ اصول بنائے گئے۔ ایک الیکٹورل کالج (Electoral College) ہے،ایک خلافت کی منتخبہ کمیٹی ہے جوخلافت کا انتخاب کرتی ہے۔1982ء میں خلیفۃ المسیح الثالث حضرت مرزا ناصراحمد صاحب کی وفات ہوئی تو ربوہ، پنجاب میں چوتھے خلیفہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا انتخاب ہوا۔لیکن اس کے بعد 1984ء کے قوانین کے بعد جب ضیاء الحق نے قوانین بڑے سخت کردئے۔ہمیں السلام علیکم کہنے کی اجازت نہیں تھی۔ہمیں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں تھی۔کوئی بھی ایسا طریق جس سے اسلامی عقائد کا اظہار ہوتا ہووہ ہم نہیں کر سکتے تھے۔اس لئے بحیثیت خلیفہ اور بحیثیت لیڈر خلیفۃ المسیح الرابع حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو پاکستان سے لندن شفٹ ہونا پڑا اور 1984ء سے وہیں رہے۔ 2003ء میں ان کی وفات ہوئی۔ چونکہ پاکستان میں حالات اسی طرح بدستور قائم تھے اس لئے جب پانچویں خلافت کا انتخاب ہواتو وہ مسجد فضل لندن جولندن کی سب سے پرانی مسجد ہے اس میں انتخاب ہوا۔ اور وہاں مجھے 22/اپریل2003ء کوخلیفہ منتخب کیا گیا۔

☆ اس کے بعد میزبان صحافی نے سوال کیا کہ جو (حضرت مرزا) غلام احمد قادیانی صاحب تھے انہوں نے ایک نئے نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس بارے میں ذرا وضاحت فرمائیے۔

اس سوال کے جواب میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بات یہ ہے کہ یہ ساری پیشگوئیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے تھیں جیسا کہ میں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے۔ عام مسلمانوں میں یہ تاثر قائم ہے اور اس وقت بھی تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں اور وہ زمین پر آئیں گے۔ اور یہ بھی مسلمانوں کے اندر رائج ہے کہ مہدی علیہ السلام کا بھی ظہور ہوگا۔عامۃ المسلمین یہ سمجھتے ہیں کہ مسیح اور مہدی دو علیحدہ علیحدہ وجود ہوں گے۔ مسیح آسمان سے اتریں گے اور مہدی امت میں سے نکلیں گے۔اور پھر دونوں اکٹھے مل کر اصلاح بھی کریں گے اور اسلام کو پھیلائیں گے اور تلوار چلائیں گے۔ عامۃ المسلمین بھی یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔ جب وہ آئیں گے تو وہ اسی ٹائٹل کے ساتھ آئیں گے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ایک شخص کو اونچا مقام دیا ہو اور بعد میں اس سے چھین لیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسیح موعود جو آئے گا وہ میری امت میں سے ہی ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا آنا میرا آنا ہوگا۔یعنی کہ میرے طریق پر چلنے والا ہوگا اوران اختیارات کے ساتھ آئے گا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیئے ہیں کیونکہ وہ میری پیروی کرے گا۔ہم یہ مانتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام اُس پیشگوئی کے مطابق آئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ہے اور سورۃ جمعہ کے مطابق قرآن کریم کی بھی ہے۔نئی شریعت نہیں لے کر آئے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے قیام کے لئے آئے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم یہ کہتے ہیں کہ نبی تو آسکتا ہے لیکن غیر شرعی نبی۔اب کوئی نئی شریعت نہیں آسکتی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور کوئی نئی شریعت نہیں آسکتی کیونکہ قرآن کریم آخری اور فائنل شریعت ہے اور خاتم الکتب ہے۔ پس یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ ہم نبی آخرالزمان خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں۔لیکن آپ کی پیروی میں، آپ کی محبت میں بغیر کسی نئی شریعت کے نبی آسکتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہی فرمایا ہے کہ مجھے جو کچھ بھی ملا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ملا۔

☆ اس پر پروگرام کے میزبان صحافی نے سوال کیا کہ کیا احمدی طریقت کے مطابق جو مرزا غلام احمد قادیانی تھے ان کو اللہ تعالیٰ سے براہِ راست کوئی وحی کا سلسلہ یا بات چیت کا سلسلہ بھی تھا؟

اس سوال پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں انسانیت کے ساتھ تعلق پیدا کیا تھا وہ آج بھی قائم ہے۔اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کو ختم نہیں کیا جاسکتا۔اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارہ میں کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ پہلے وہ کلام کرتا تھا اور وحی کرتا تھا آج وہ کلام نہیں کرتا اور وحی نہیں کرتا۔ وہ پہلے بھی کلام کرتا تھا اور آج بھی اپنے نیک لوگوں سے کلام کرتا ہے۔لوگوں کو جو سچی خوابیں آتی ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع کا ایک ذریعہ ہے۔حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے ہمیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نہ صرف سنتا ہے بلکہ بولتا بھی ہے اور اب بھی اس سے کلام کرتا ہے جس سے وہ چاہتا ہے۔تو یہی وحی کا سلسلہ یا الہامات کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔اور اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کو ہم محدود نہیں کر سکتے، نہ بند کر سکتے ہیں۔

☆ اس کے بعد صحافی نے پوچھا کہ آپ اس وقت آسٹریلیا میں آئے ہوئے ہیں۔سڈنی میں یہاں پر احمدیہ جماعت کا بہت بڑا اجتماع ہوا ہے۔آپ اس موقع پر کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہاں میں یہی کہنا چاہوں گا کہ آجکل جو دنیا کی حالت ہے وہ قابلِ فکر ہے۔ بندہ بندے سے محبت، پیار، خلوص اور وفا کا تعلق پیدا کرے تا کہ دنیا امن، محبت اور بھائی چارے کا گہوارہ بن جائے۔

☆ پھر میزبان صحافی نے پوچھا کہ ان حالات میں آپ کیا دیکھتے ہیں کہ پاکستان میں احمدیہ جماعت کا کیا مستقبل ہے؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ان سب ظلموں کے باوجود جماعت احمدیہ پاکستان میں قائم ہے۔اور بہت بڑی جماعت پاکستان میں قائم ہے۔اور یہ ظلم برداشت کر رہی ہے۔ہم قانون ہاتھ میں نہیں لیتے۔ جب ظلم ہوتا ہے تو ہم قانون کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔اگر قانون مدد کرے تو الحمدللہ۔نہیں کرتا تو تب بھی ہم خاموش ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے ہیں۔ جن کو موقع ملتا ہے، جن کا مستقبل بالکل ختم ہو رہا ہے، جن کو ٹارگٹ کیا جارہا ہے وہ کوشش کرتے ہیں کہ وہ باہر بھی نکلیں اوراسی وجہ سے آسٹریلیا میں بھی اور دنیا میں دوسری جگہوں پر بھی پاکستان سے migrate کر کے احمدی آئے اور یہاں ان کو پناہ ملی۔اب وہ آزادی سے رہ رہے ہیں۔کئی ہمارے پڑھے لکھے دوست احباب غیراز جماعت جو احمدی نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ پاکستان کی بدقسمتی ہے کہ پاکستان کا اچھا زرخیز دماغ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں کا literacy rate بہت زیادہ ہے اور اچھے پڑھے لکھے لوگ ہیں۔سائنٹسٹس ہیں، ڈاکٹرز ہیں، انجینئرز ہیں۔یہ زرخیز دماغ جس کو پاکستان کی ترقی میں کام آنا چاہئے تھا پاکستان سے باہر نکل رہے ہیں اور drain ہو رہا ہے جس کو انگلش میں brain drain کہتے ہیں۔تو اس سے تو نقصان پاکستان کو ہو رہا ہے۔ ہم احمدیوں نے پاکستان بنانے میں حصہ لیا اور پاکستان بنانے میں ہمارا بہت بڑا کردار ہے۔ اسی وجہ سے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بڑے اچھے تعلقات تھے اور انہوں نے پہلا وزیر خارجہ ایک احمدی سر ظفر اللہ خان کو بنایا۔ بدقسمتی یہ کہ آج بچوں کی سکول کی کتابوں میں سے سر چوہدری ظفر اللہ خان کا نام نکال دیا گیا کہ وہ پہلے وزیر خارجہ نہیں تھے۔ڈاکٹر عبدالسلام صاحب جو پہلے نوبل انعام یافتہ تھے ان کا نام بھی سائنٹسٹس میں سے نکال دیا گیا تو اس سے زیادہ بدقسمتی اور کیا ہوگی؟ ہمارا خون پاکستان کے قیام میں شامل ہے۔

☆ پروگرام کے آخر میں میزبان نے کہا کہ عالمی جماعت کے سربراہ مرزا مسرور احمد سے سڈنی میں لیا گیا انٹرویو آپ نے سنا۔اس انٹرویو کا مقصد کسی کی دل آزاری نہیں بلکہ دوسروں کے خیالات کو سامعین تک پہنچانا تھا۔ امید ہے باشعور سامعین کی طرح ہم سب ایک دوسرے کے عقائد اور خیالات کا اسی طرح احترام کرتے رہیں گے جس نے آسٹریلیا کو ایک پُرامن ملٹی کلچرل ملک بنانے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔

31/اکتوبر بروز جمعرات 2013ء

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح سوا پانچ بجے مسجد بیت المقیت میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی مختلف جماعتوں کی طرف سے موصول ہونے والی ڈاک، خطوط، فیکسز اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا اور حضورانور کی دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

پچھلے پہر بھی حضورانور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔ پروگرام کے مطابق پانچ بجکر دس منٹ پر مسجد بیت المقیت کے لئے روانگی ہوئی۔قریباً بیس منٹ کے سفر کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد بیت المقیت پہنچے اور نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔

بچوں کی حضورانور ایدہ اللہ کے ساتھ کلاس

نمازوں کی ادائیگی کے بعد پروگرام کے مطابق مسجد میں ہی بچوں کی کلاس حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شروع ہوئی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم محسن اقبال نے کی اور اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ بھی پیش کیا۔اس کے بعد عزیزم منعم مبارک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل دو احادیث پیش کیں اور ان کا انگریزی زبان میں ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ان احادیث کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے:

1۔ اے اللہ ہمیں اپنے غضب سے قتل نہ کر اور ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک نہ کر اور اس سے پہلے ہی ہمیں معاف کردے۔(سنن ترمذی کتاب الدعوات)

2۔ اے اللہ یقیناً میں تجھ سے اس آندھی کی بھلائی مانگتا ہوں اور جو کچھ اس میں ہے اس کی بھلائی مانگتا ہوں اور اس کی بھی بھلائی چاہتا ہوں جس کے ساتھ وہ بھیجی گئی ہے اور میں اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس کے شر سے جو کچھ اس میں ہے اور اس کے شر سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں جس کے ساتھ وہ بھیجی گئی ہے۔(صحیح مسلم کتاب صلاۃ الاستسقاء)

اس کے بعد عزیزم انس منور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیروزبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملے گا تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائے گا۔کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا۔ یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا“۔

(حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن جلد22 صفحہ 268)

بعدازاں عزیزم حنان انور نے حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کا درج ذیل منظوم کلام خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کرسنایا۔ ؎

اک ضیافت ہے بڑی اے غافلو کچھ دن کے بعد
جس کی دیتا ہے خبر فرقاں میں رحماں بار بار

اس نظم کے بعد عزیزم میکائیل گنائی نے نیوزی لینڈ کے شہر Christ Church میں آنے والے زلزلہ پر اپنا مضمون پیش کیا اور بتایا کہ کرائسٹ چرچ نیوزی لینڈ کا دوسرا بڑا شہر ہے، جہاں فروری 2011ء میں ایک بڑی طاقت کا زلزلہ آیا اور 185 لوگ اس زلزلہ میں ہلاک ہوئے، عمارتوں کو شدید نقصان پہنچا۔ شہر اور اس کے اردگرد کے علاقوں میں عمارتوں کا بہت نقصان ہوا۔ کم طاقت کے زلزلے تو قبل ازیں آتے رہے ہیں لیکن اتنی بڑی طاقت کا زلزلہ پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ ہیومینیٹی فرسٹ اور خدام الاحمدیہ کی ٹیموں نے موقع پر پہنچ کر متاثرین کی مدد کی۔

موصوف نے بتایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو اقتباس پیش کیا گیا ہے اس میں آپؑ نے پہلے سے ہی ان زلازل کی خبر دی ہے۔ موصوف نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک خطبہ جمعہ کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ حضور انور نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا کہ اب تو دنیا کے ہر حصہ میں زلزلے آرہے ہیں اور کوئی بھی ان سے محفوظ نہیں رہا۔

اس کے بعد عزیزم اسحاق شمیم نے پروفیسر Clement Wragge صاحب کے بارہ میں اختصار کے ساتھ ایک مضمون پیش کیا۔

پروفیسر صاحب موصوف کے بارہ میں ایک تعارفی مضمون اس رپورٹ کے آخر پر پیش کیا جارہا ہے۔

بچوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ کلاس چھ بجکر بیس منٹ پر ختم ہوئی۔ آخر پر بچوں نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔

بچیوں کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ کلاس

اس کے بعد پروگرام کے مطابق لڑکیوں کی کلاس (Girls Class) حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ شروع ہوئی۔

عزیزہ دانیہ شفیق نے قرآن کریم کی تلاوت اور اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ عزیزہ رضوانہ شہیدہ نے پیش کیا۔

بعدازاں عزیزہ عافیہ نجم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث پیش کی۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا مومن جو قرآن پڑھتا ہے اور اس پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ سنگترے کی طرح ہے جس کا ذائقہ بھی اچھا ہوتا ہے۔ اس کی خوشبو بھی اچھی ہوتی ہے اور ایسا مومن جو قرآن نہیں پڑھتا۔ لیکن اس پر عمل پیرا ہوتا ہے وہ کھجور کی طرح ہے جس کا ذائقہ تو لذیذ ہوتا ہے لیکن اس میں خوشبو نہیں ہوتی اور قرآن پڑھنے والے منافق کی مثال ریحان (نیازبو) کی طرح ہوتی ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن اس کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے اور قرآن نہ پڑھنے والے منافق کی مثال حنظل کی طرح ہوتی ہے جس کا ذائقہ بھی کڑوا ہوتا ہے اور خوشبو بھی ناگوار ہوتی ہے۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب اثم من رای بقراءۃ القرآن اوتاکل بہ او فخربہ)

بعدازاں عزیزہ لبنیٰ اقبال نے حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا ہے اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے۔ اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے، یہ بڑی دولت ہے، اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی۔ قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں“۔ (کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 ص 27,26)

اس کے بعد عزیزہ زہرہ حنیف نے حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا درج ذیل منظوم کلام خوش الحانی سے پیش کیا۔ ؎

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ، ہمارا چاند قرآں ہے

شہد کے فوائد

بعدازاں عزیزہ مہ پارہ عطرت ملک نے Manuka Honey کے عنوان پر اپنی Presentation دیتے ہوئے بتایا کہ نیوزی لینڈ میں Manuka شہد، Manuka Tree سے تیار کیا جاتا ہے۔

جب یورپین لوگ نیوزی لینڈ کے جزیرہ پر آئے تو اس وقت یہاں شہد کی مکھیاں نہیں تھیں۔ 1839ء میں نیوزی لینڈ میں شہد کی مکھیوں کو متعارف کروایا گیا۔ Manuka درخت کی چھ اقسام ہیں اور یہ نیوزی لینڈ کے شمالی علاقہ کی East Coast میں پایا جاتا ہے نیز ساؤتھ آئی لینڈ میں بھی یہ درخت بڑی تعداد میں موجود ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ درخت آسٹریلیا سے نیوزی لینڈ آیا اور پرندوں کے ذریعہ آیا اور اس درخت کے نیوزی لینڈ آنے کا زمانہ جو آخری برف کا زمانہ ہے اس سے پہلے کا ہے۔

یہ شہد اپنے خواص کی وجہ سے کافی مشہور ہے اور اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ انفیکشن سے بچاتا ہے۔ اس درخت اور پودے کے ذریعہ تیار ہونے والا شہد ہی صرف فائدہ نہیں دیتا بلکہ بذات خود یہ درخت بھی بہت سی بیماریوں کا علاج ہے۔ ماؤری لوگ اس پودے کو اپنی روایتی ادویات میں استعمال کرتے ہیں۔ اس کے پتے اور ڈنڈیاں دوا کی تیاری کے لئے استعمال ہوتی ہیں اور اس سے تیار ہونے والی دوا بخار کے لئے، پیشاب کی پرابلم کے لئے، چھاتی کی انفیکشن کے لئے اور Asthma کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ نیز اس درخت کے پتوں سے ایسی دوائی بنائی جاتی ہے جو Eczema کے علاج کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔

انسانی جلد پر جو داغ پڑ جاتے ہیں اس کا علاج بھی اس درخت سے تیار کی جانے والی دوائی سے کیا جاتا ہے۔ جوڑوں کے درد کے لئے بھی اس کی دوائی استعمال کی جاتی ہے۔

یونیورسٹی آف Waikato نے اس بارہ میں اپنی ریسرچ میں یہ دریافت کیا ہے کہ اس میں Antibacterial آثار پائے جاتے ہیں۔

Manuka شہد کو تیار کرتے ہوئے اس کی مختلف Potency رکھی جاتی ہیں۔ کم پوٹینسی والا شہد اگر چند چمچ استعمال کیا جائے تو اس سے قوت مدافعت بہتر ہوتی ہے اور جو ہائی پوٹینسی والا شہد ہے یہ Diarrhoea کو ٹھیک کرتا ہے اور زخموں کو بھرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

اس شہد کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ جو زخم کافی عرصہ سے ٹھیک نہ ہو رہے ہوں تو ان زخموں کے اوپر بھی یہ شہد لگایا جاتا ہے۔

جو انڈسٹری شہد تیار کرتی ہے وہ سالانہ یکصد ملین ڈالرز منافع کما رہی ہے۔

مسجد بیت المقیت کی تاریخ

اس کے بعد عزیزہ فائزہ رحمان نے مسجد بیت المقیت پر اپنی Presentation دیتے ہوئے بتایا کہ سال 2006ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورہ کے دوران جماعت نیوزی لینڈ کو باقاعدہ مسجد بنانے کا ارشاد فرمایا تھا۔

مسجد کی تعمیر کا باقاعدہ آغاز جولائی 2012ء کو ہوا۔ سنگ بنیاد کے طور پر حضور انور کی دعا کی گئی اینٹ رکھی گئی۔ اس مسجد کی تکمیل اگست 2013ء میں ہوئی۔

جماعت کے موجودہ سنٹر کا کل رقبہ پونے دو ایکڑ ہے۔ یہ جگہ 1999ء میں خریدی گئی تھی اور اس پر پہلے سے 256 مربع میٹر کا ایک ہال موجود تھا۔ سال 2002ء میں لجنہ کے لئے ایک الگ ہال 112 مربع میٹر تعمیر کیا گیا۔ یہ دونوں ہال اب تک بطور نماز سنٹر استعمال ہو رہے تھے۔ لجنہ ہال کے اوپر مربی سلسلہ کا رہائشی مکان بھی تعمیر کیا گیا۔

مسجد کے مردانہ اور لجنہ کے ہال میں سے ہر ایک کا رقبہ 247 مربع میٹر ہے۔ نچلی منزل پر لجنہ کا ہال ہے۔ جن خواتین کے چھوٹے بچے ہیں ان کے لئے علیحدہ کمرہ بھی ہے۔ واش روم اور وضو کی سہولیات موجود ہیں۔ بالائی منزل پر مردانہ ہال، آڈیو ویڈیو روم، کانفرنس روم اور واش رومز اور وضو کی سہولیات موجود ہیں۔

مینار کی کل اونچائی 18.6 میٹر ہے اور گنبد کا قطر 8.3 میٹر ہے۔ مسجد کے دونوں ہالوں اور ساتھ پہلے سے تعمیر شدہ ہالوں کو شامل کرکے قریباً ایک ہزار سے زائد افراد نماز ادا کرسکتے ہیں۔

یہ مسجد ریلوے سٹیشن اور شہر کی دو بڑی موٹرویز سے چند منٹ کی دوری پر واقع ہے۔ مسجد بیت المقیت نیوزی لینڈ کی سرزمین پر جماعت کی پہلی مسجد ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ لڑکیوں کی یہ کلاس چھ بجکر پچاس منٹ تک جاری رہی۔

انفرادی وفیملی ملاقاتیں

آج شام کے اس سیشن میں 24 فیملیز کے 92 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ جماعت نیوزی لینڈ کی مختلف جماعتوں کے علاوہ جزائر فجی سے آنے والی فیملیز نے بھی حضور انور سے شرف ملاقات پایا اور ان سبھی افراد نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام آٹھ بجکر چالیس منٹ پر ختم ہوا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت المقیت تشریف لاکر نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پروفیسر کلیمنٹ ریگ کا ذکر

جب بھی جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کی تاریخ لکھی جائے گی اس میں پروفیسر Clement Wragge کا ذکر ضرور شامل کیا جائے گا۔

پروفیسر Clement Lindley Wragge غیر معمولی قابلیت اور جرأت والے انسان تھے۔ انگلستان میں پیدا ہوئے اور Law Navigation اور Meteorology میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور موسمیات اور علم ہیئت (Astronomy) کے میدانوں میں اپنا لوہا منوایا۔ آپ نے آسٹریلیا میں بھی ایک لمبا عرصہ قیام کیا اور وہاں آپ کو ایک اتھارٹی تسلیم کیا جاتا ہے۔

آپ ہندوستان کے سفر کے دوران لاہور بھی آئے اور 12 مئی اور 18 مئی 1908ء کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دوبار ملاقات کی۔ اس ملاقات میں ان کے ساتھ ان کی بیوی اور چھوٹا لڑکا بھی تھا۔

پروفیسر صاحب نے 12 مئی 1908ء کو دوران ملاقات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مختلف سوالات بھی کئے۔ مثلاً جب خدا کی مخلوق بے شمار اور غیر محدود ہے تو اس کے فضل کو کیوں صرف اس حصہ زمین یا کسی مذہب وملت میں محدود رکھا جائے؟ گناہ کیا چیز ہے؟ شیطان کسے کہتے ہیں؟ آئندہ زندگی کس طرح سے ہوگی؟ اور وہاں کیا کیا حالات ہوں گے۔

خاتون نے سوال کیا کہ کیا مُردوں سے رابطہ کرکے

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office : 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

ان کے صحیح حالات دریافت کئے جاسکتے ہیں؟

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان تمام سوالات کے نہایت لطیف اور جامع جوابات عطا فرمائے۔ جنہیں سن کر مسٹر ریگ بے حد متأثر ہوئے اور حضور علیہ السلام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا: مجھے اپنے سوالات کا جواب کافی اور تسلی بخش ملنے سے بہت خوشی ہوئی ہے۔ مجھے ہر طرح سے کامل اطمینان دلانا یہ خدا کے نبی کے سوا اور کوئی نہیں کرسکتا۔

مسٹر ریگ 18 مئی 1908ء کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات کے لئے دوبارہ حاضر ہوئے اور اس دفعہ بھی حضور سے کئی سوالات کئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر سوال کے جواب میں ایسی مختصر مگر جامع روشنی ڈالی کہ وہ وجد میں آکر کہنے لگے میں تو خیال کرتا تھا کہ سائنس اور مذہب میں بڑا تضاد ہے۔ جیسا کہ عام طور پر علماء میں مانا گیا ہے۔ مگر آپ نے تو اس تضاد کو بالکل اٹھا دیا ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہی تو ہمارا کام ہے اور یہی تو ہم ثابت کررہے ہیں کہ سائنس اور مذہب میں بالکل اختلاف نہیں۔ بلکہ مذہب بالکل سائنس کے مطابق ہے اور سائنس خواہ کتنا ہی عروج پکڑ جاوے مگر قرآن کی تعلیم اور اسلام کے اصولوں کو ہرگز ہرگز نہ جھٹلا سکے گی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات جلد 10 میں ان دونوں ملاقاتوں کا تفصیل سے ذکر ہے۔

ہندوستان کے اس سفر کے بعد پروفیسر صاحب نیوزی لینڈ چلے گئے بعد میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ سے آپ کی خط وکتابت رہی۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ پروفیسر ریگ کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ پروفیسر بعد میں احمدی مسلمان ہوگیا تھا اور مرتے دم تک اس عقیدہ پر قائم رہا اور اس کے خطوط میرے پاس آتے رہے۔

سال 2006ء میں جماعت آسٹریلیا اور جماعت نیوزی لینڈ نے پروفیسر صاحب کے عزیزوں اور اولاد کو تلاش کرنے کے بارہ میں بہت تحقیق کی۔ جماعت آسٹریلیا نے نیوزی لینڈ میں اس گھر کا پتہ لگالیا جہاں پروفیسر صاحب مرحوم رہا کرتے تھے۔ پھر ان کی تصاویر بھی حاصل کرلیں۔ اس قبرستان اور قطعہ کا بھی پتہ لگالیا جہاں پروفیسر صاحب دفن ہیں۔ ان معلومات کی بناپر جماعت نیوزی لینڈ نے مزید تحقیق کی اور بالآخر 1922ء کے بعد جو پروفیسر صاحب کی وفات کا سال ہے یعنی 84 سال بعد ان کے پوتے اور پوتی سے رابطہ کرنے میں کامیاب ہوگئی۔

جماعت نیوزی لینڈ نے، جماعت آسٹریلیا کی طرف سے ہونے والی تحقیق ملنے پر Astronomical Society سے رابطہ کیا اور ان کے خاندان کے بارہ میں دریافت کیا۔ جس پر انہوں نے بتایا کہ آپ Birkenhead Historical Society سے رابطہ کریں۔ چنانچہ ویب سائٹ پر اس سوسائٹی سے رابطہ کیا گیا اور اپنا جماعت کا تعارف کرواتے ہوئے پروفیسر ریگ کے عزیزوں کے بارہ میں دریافت کیا۔ اس پر ان کے پوتے اور پوتی نے بذریعہ ای میل رابطہ کیا تو اس طرح جماعت کا ان سے رابطہ قائم ہوگیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ نیوزی لینڈ سال 2006ء کے دوران چھ مئی کو یہ دونوں پوتا اور پوتی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کے لئے آئے تھے۔

دوران ملاقات حضور انور نے ان سے دریافت فرمایا تھا کہ کیا آپ کو علم ہے کہ آپ کے دادا احمدی مسلمان تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ ان دونوں نے بتایا تھا کہ ہمیں علم ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ پروفیسر صاحب کی ایک بیوی انڈیا سے تھی جو ہماری دادی ہے۔ لیکن ہم اپنی دادی سے نہیں مل سکے۔

حضور انور نے دریافت فرمایا تھا کہ کیا آپ کے دادا کے پاس اسلام کا لٹریچر تھا اور کچھ کتب وغیرہ تھیں۔ اس پر ان دونوں نے بتایا تھا کہ ان کی کچھ کتب وغیرہ میوزیم میں موجود ہیں۔ چونکہ پروفیسر صاحب سائنٹسٹ تھے اس لئے ان کی کتب وغیرہ اور دیگر مسودات کو ایک میوزیم میں رکھا گیا ہے۔ ان کی بعض چیزیں آگ لگ جانے کی وجہ سے ضائع ہوگئی تھیں۔ انہوں نے بتایا تھا کہ پروفیسر صاحب کی آسٹریلین بیوی سے سات بچے ہیں۔ ہم دونوں کا باپ انڈین بیوی سے تھا۔

حضور انور نے دریافت فرمایا تھا کہ کیا آپ کے دادا نے آپ کو کبھی احمدیت کی تبلیغ کی؟ جس کے جواب میں انہوں نے بتایا تھا کہ ہم اتنا جانتے ہیں کہ وہ بہت نیک سیرت اور بالکل جدا اور مختلف آدمی تھا اور اس نے اسلام قبول کیا تھا۔

بعدازاں حضور انور نے ان دونوں Mr. Stewirt Wragge اور مسز Catherine Wragge کو ان دونوں کے نام لکھ کر اور اپنے دستخط کرکے کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی دی اور فرمایا اس کو پڑھیں۔ آپ کو اسلام کے بارہ میں پتہ چلے گا۔

اگلے روز 7 مئی 2006ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آک لینڈ شہر کے بعض علاقوں کے وزٹ کے دوران پروفیسر Clement Wragge کی قبر پر دعا کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ مرحوم قبرستان Pompallier کے ایک حصہ Anglican کے بلاک B کے پلاٹ نمبر 47 میں مدفون ہیں۔ کتبہ پر آپ کی تاریخ پیدائش 1852ء درج ہے اور تاریخ وفات 10 دسمبر 1922ء درج ہے۔ حضور انور نے مرحوم کی قبر پر دعا کی تھی۔ احباب جماعت بھی حضور انور کے ساتھ دعا میں شامل ہوئے تھے۔

............☆☆☆............

بقیہ: بک ریویو از صفحہ 15

رحمت اللہ کیرانوی کی کتاب اظہار الحق اور ازالۃ الاوہام کو براہین احمدیہ پر ترجیح دی حالانکہ مولوی رحمت اللہ کیرانوی حیات مسیح کے قائل ہونے کی بنا پر قرآن کے خلاف جا رہا تھے۔

اسی طرح کی مخالفت شدید معاند احمدیت ابوالحسن ندوی کی رہی کہ انہوں نے لکھ دیا کہ براہین کی تصنیف کے لیے مسیح موعود علیہ السلام بہت سے لوگوں کو خط لکھ کر مدد کے لیے پکارا کرتے تھے مگر سوائے چراغ علی کے کسی کا نام پیش نہیں کرسکے۔

تاریخ ادب اردو مصنفہ ڈاکٹر جمیل جالبی نے ذکر کیا کہ برصغیر میں بہتوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا لیکن ذریعہ اظہار بیان اردو ہی رہا۔ خصوصاً مسیح موعود علیہ السلام کو الہام بھی اردو زبان میں ہوئے۔

سید وقار عظیم نے ایک مرتبہ کلاس روم میں مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب کشتی نوح کے ادب سے متأثر ہوکر کہا کہ مسیح موعود علیہ السلام اپنے ہم عصروں میں ادبی مقام کے لحاظ سے ہرگز کم نہ تھے۔ ادب میں تعصب کو دخل نہیں دینا چاہئے۔

مصنف نے حیدر آباد دکن کے ماحول کا خصوصی طور پر ذکر کیا کہ یہ مولوی چراغ علی کے دائرہ اثر میں تھا لیکن براہین احمدیہ کی مقبولیت یہاں اتنی تھی کہ ایک بڑی جماعت نے مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی۔

مرزا صادق نے نواب کو ترغیب دی جس پر براہین کی مدد کے لئے انہوں نے 100 روپے بھجوائے۔ مولوی مردان علی نے کتاب براہین احمدیہ دیکھ کر کہا کہ میں نے اپنی عمر کے پانچ سال مسیح موعود کے نام کر دیئے ہیں مولوی ظہور حسین اور مولوی غضنفر علی نے بھی مالی مدد کی۔

مولوی صفدر حسین ریاست حیدر آباد دکن میں مہتمم تعمیرات تھے۔ مذہبی امور کے افسر مولوی انوار اللہ خاں تھے۔ انہوں نے مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ازالہ اوہام کے متعلق کتاب انوار الحق لکھی جس پر مولوی صفدر حسین نے تنقید کی۔ اب موقع تھا کہ یہ لوگ چراغ علی کی مبینہ مدد کا ذکر کرتے لیکن ان حضرات کے ہاں ایسا کوئی ذکر نہیں ملتا۔

اس طرح کا ایک موقع نظام کی ناراضگی کا ہے۔ ہائیکورٹ حیدر آباد دکن کے وکیل مولوی سید محمد رضوی مسیح موعودؑ پر ایمان لے آئے۔ اس وقت یہ صاحب نظام حیدر آباد کی پھوپھی کی جائیداد کے منتظم بھی تھے۔ انہوں نے نظام کی پھوپھی زاد ہمشیرہ سے نکاح کرلیا تو نظام نے ناراض ہوکر انہیں ریاست سے نکال دیا۔ وہ بمبئی چلے آئے۔ پریوی کونسل میں مقدمہ کرکے بیوی کی والدہ کی جائیداد سے ورثہ دلایا۔ یہ موقع تھا کہ مسیح موعودؑ کے خطوط بنام چراغ علی کا ذکر کرکے ان کی مبینہ علمی معاونت کو طشت از بام کیا جاتا لیکن سوائے مالی اعانت کے وہاں کوئی ثبوت پیش نہ کیا جاسکتا تھا۔

مولوی چراغ علی ترکی خلافت کے حامی تھے جبکہ مسیح موعود علیہ السلام نے حسین کامی نمائندہ ترکی پر خلیفہ ترکی کی کمزوری کا ذکر کیا۔ حضور کی پیشگوئی کے مطابق جنگ بلقان میں ترکوں کو ہزیمت اٹھانی پڑی۔ تاہم حضور کی ہی پیشگوئی کے مطابق معرکہ گیلی پولی میں ترک ثابت قدم رہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کا علم آسمانی تھا۔ چراغ علی کو اس سے کیا نسبت؟ مزید وضاحت کے لئے پروفیسر نصیر حبیب نے یہ رائے پیش کی کہ چراغ علی حدیث، فقہ اور تفسیر میں منفی رائے رکھتے تھے۔ جبکہ براہین احمدیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن حدیث کو ہی بنیاد بنایا تھا۔

ایک عرب قادیان آیا۔ اس نے مسیح موعود علیہ السلام کی عربی زبان کو ٹیسٹ کرنے کے لیے کچھ سوالات پیش کئے اور قلم دوات سامنے رکھ دی۔ حضرت نے فی البدیہہ جوابات مجلس میں ہی تحریر کئے جسے دیکھ کر وہ عرب نہ صرف بیعت میں شامل ہوئے بلکہ کئی کتب حضور کی حمایت میں تحریر کیں۔

براہین کی تصنیف کا آغاز آریہ سماج کے ساتھ قلمی جنگ کے سلسلے میں ہوا تھا۔ 2500 صفحات 1879ء تک مکمل کرچکے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مامور من اللہ کے مقام پر فائز کر دیا۔ مسیح موعود علیہ السلام نے رؤیا میں آنحضرت کے حضور میں براہین احمدیہ کی کتاب کو قطبی کہہ کر پیش کیا۔ آنحضرتؐ کے ہاتھ میں وہ میوہ بن گئی۔

1884ء میں حضور نے اس کے چار حصے مکمل کئے اور اسے عیسائی مشنریز، برہموسماج، آریہ سماج، نیچری حضرات، حکمرانوں، نوابوں، شہزادوں اور پیروں کی خدمت میں بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک بھجوایا۔

اس کتاب کے سلسلے میں بے شمار references کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان پر مجموعی نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف نے اس کتاب کی تیاری کے لئے 43 سال تک کتنی کتب اور رسائل کا مطالعہ کیا ہوگا۔ یقیناً یہ ریسرچ ورک ڈاکٹریٹ کے معیار کا ہے اور ہمارے نزدیک مصنف پی ایچ ڈی کی ڈگری کے مستحق ہیں۔

آخر میں یہ نکتہ واضح کرنا غیر ضروری نہ ہوگا کہ مولوی عبدالحق کا مذہبی عقیدہ عام مسلمانوں کا نہیں تھا یہ بات زبان زد عام وخاص ہے کہ ان کے نام میں مولوی کا سابقہ برائے نام تھا۔ درحقیقت وہ نماز، روزے کے بھی قائل نہ تھے۔ اس لئے بے ایمانی اور علمی سرقے کے وہ عادی تھے تو یہ کوئی حیرت کی بات نہیں۔ عام لوگ مولوی کا لقب دیکھ کر دھوکا کھا جاتے ہیں کہ شاید یہ بہت دیندار شخص ہوں گے۔ حیدر آباد کی ریاست میں یہ لقب گزیٹڈ آفیسر کی جگہ استعمال ہوتا تھا۔ اس کا دین سے تعلق ضروری نہ تھا۔ اس لئے مولوی عبدالحق دینی لحاظ سے قابل تعظیم ہستی شمار نہیں ہوتے۔ بددیانتی اور سرقہ ایسا جرم ہے جو ان کے دامن کو داغدار کررہا ہے۔ اس لئے دیانت کا تقاضا ہے کہ اس تناظر کا ذکر کیا جائے۔

اردو زبان کے لیے خدمات اپنی جگہ لیکن اخلاق کا مقام بہرحال اس سے اونچا ہے جو اُن میں نہیں پایا جاتا تھا۔ جس سے ان کی شخصیت بے حد متنازعہ ہوگئی ہے۔

مصنف نے ڈاکٹر جمیل جالبی اور سید وقار عظیم سے رابطہ کیا۔ دبے لفظوں میں انہوں نے مولوی عبدالحق کی غلطی تسلیم کی ہے جبکہ پروفیسر معین الدین نے واضح طور پر عبدالحق کی غلط بیانی پر نفرت کا اظہار کیا ہے۔ انجمن ترقی اردو میں اتنی اخلاقی جرأت ہونی چاہئے کہ وہ اپنی غلطی کا اعتراف کریں۔

کتاب 211 صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب کے ناشر خود مصنف ہیں اور غالباً ان ہی سے مل سکتی ہے:

عاصم جمالی، 168۔ برجی والا جھنگ صدر،

asimjamali@yahoo.com

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

SHARIF

JEWELLERS

SINCE 1952

Aqsa Road Rabwah

0092 47 6212515

15 London Rd, Morden SM4 5HT

0044 20 3609 4712

Apartment for SALE

A three bed & attendant room apartment facing Margala for SALE in 'F - 11' Islamabad (Pakistan). The apartment is fully air conditioned, has an area of 3000sq ft & is rented to a European for one year.

Please contact:

Tel: +44(0)2088773697, 07725833858

Post:1 Shire place London SW18 3BP

بُک ریویو

نام کتاب: ''براہین احمدیہ اور مولوی عبدالحق کا مقدمہ اعظم الکلام''

زبان: اردو

مصنف: عاصم جمالی

تبصرہ: پروفیسر مرزا لطیف احمد

کتاب ملنے کا پتہ: 168۔ برجی والا۔ جھنگ صدر

asimjamali@yahoo.com

عاصم جمالی جماعت احمدیہ کے مصنفین میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام یہ ہے:

''براہین احمدیہ اور مولوی عبدالحق کا مقدمہ اعظم الکلام''

یہ کافی لمبا نام ہے۔ بنیادی طور پر یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب براہین احمدیہ کا پس منظر اور پیش منظر بیان کرتی ہے۔ براہین احمدیہ ایک عظیم الشان کتاب تھی۔ 1880ء میں اس کتاب نے برصغیر میں تہلکہ مچادیا تھا۔ اس زمانہ میں کوئی قابل ذکر عالم ایسا نہ تھا جو اس سے متاثر نہ ہوا ہو، خواہ وہ مخالف ہو یا موافق۔ ہر ایک نے اپنے طور پر ردّعمل ظاہر کیا۔

اس زمانہ میں برصغیر کے مسلمانوں میں دو بڑی تحریکیں چل رہی تھیں۔ ایک سرسید احمد خاں کی تحریک تھی۔ جس نے مسلمانوں کی سیاسی، مذہبی اور ادبی رہنمائی کی۔ دوسری طرف عیسائیوں کی مشنری تحریک تھی جس سے نہ صرف مسلمان متاثر ہوئے بلکہ آریہ سماج اور برہمو سماج کو بھی ڈیفنس لینا پڑا۔ اس مذہبی تحریک نے اسلام پر حملے شروع کئے۔ آریہ سماج کی طرف سے کتاب ستیارتھ پرکاش میں اسلام پر حملے کئے گئے۔ دوسری طرف عیسائی مشنریوں نے ہندوؤں، سکھوں اور مسلمانوں میں سے بہت سے لوگوں کو عیسائی بنالیا۔ سرسید سکول کا رویہ معذرت خواہانہ رہا۔ نیچر کی آڑ میں انہوں نے اسلام کی امتیازی تعلیم کو مسخ کر دیا۔ یہ لوگ عیسائی مذہب کی تردید کے لئے سہارے کی تلاش میں تھے چنانچہ اس وقت انہیں حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم سے فائدہ پہنچا۔ یہ لوگ ایک طرف نیچر کی آڑ میں اسلامی تاریخ کو مسخ کر رہے تھے تو دوسری طرف عیسائیت کی رد میں حضور کے علم کلام سے فائدہ بھی اٹھاتے تھے۔ یہ علم کلام حضور نے براہین احمدیہ میں پیش کیا تھا۔ اس کتاب سے یہ لوگ اس قدر متاثر تھے کہ اشد ترین دشمن مولوی محمد حسین بٹالوی نے بھی اس کی تعریف کی۔ مرزا حیرت دہلوی نے مسیح موعودؑ کی تحریروں کو بائبل کی نثر کے مماثل قرار دیا۔ ابوالکلام آزاد نے تسلیم کیا کہ عیسائیت کا طلسم دھواں بن کر اڑنے لگا۔

نیچر کی آڑ میں سرسید نے وفات مسیح کا ذکر کیا۔ لیکن مسیح موعودؑ نے وفات مسیح کے لیے احادیث اور قرآن سے مضبوط اصول اخذ کئے اور عیسائیت کے بطلان کے لئے اسے ٹھوس علم کلام کی حیثیت دی۔ جدید تحقیقات کو شامل کرکے اس پر سائنٹیفک ریسرچ پیش کی۔ جو آپ کی کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' نظر آتی ہے۔ یوں حقیقی کسر صلیب کی بنیاد پڑی جس نے حیات مسیح کے صلیبی عقیدہ کی جڑیں ہلا دیں۔ بعد میں عیسیٰ کے کفن، سفر مسیح اور افغانستان میں بنی اسرائیل کی موجودگی پر مغربی مصنفین نے ریسرچ کرکے لٹریچر پیش کیا۔ جو مسیح موعودؑ کے موقف کی تائید میں تھا۔

عاصم جمالی پیشہ کے اعتبار سے اگرچہ بنکنگ کے شعبہ سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن ان کی یہ وابستگی محض قُوتِ لایموت کے لئے تھی۔ انہوں نے درحقیقت ایک مشنری کی زندگی گزاری۔ وہ 43 سال سے اپنے اس Thesis کی تیاری کے لئے کام کرتے رہے۔ ایک رؤیا کی بنا پر انہوں نے یہ مشن شروع کیا۔ ایک ریسرچ سکالر کے لئے ضروری ہے کہ وہ انگریزی اور اردو زبان پر یکساں عبور رکھے۔ اور مطالعہ کتب میں resourceful ہو۔ اس کے بغیر کوئی شخص حقیقی معنوں میں ریسرچ نہیں کرسکتا۔ راقم الحروف کا گہرا رابطہ مصنف سے رہا۔ دس سال تک وہ لاہور میگزین میں انگریزی زبان کے مترجم رہے۔ اور بہت سے مضامین جماعتی رسالوں میں شائع کئے۔ ان کی طرف سے کرٹ برنا کی کتاب Christ did not perish on the cross کا ترجمہ احمدیہ لٹریچر میں قابل قدر اضافہ ہے۔

''313 اصحاب صدق و صفا'' میں انہوں نے مسیح موعودؑ کے صحابہ کی سوانح کا احاطہ کیا اور اب براہین احمدیہ کے سلسلہ میں بابائے اردو مولوی عبدالحق کی ہفوات کا جائزہ لیا جسے مذکورہ بالا کتاب میں پیش کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں عبدالحق اور ڈاکٹر سید عبداللہ خاص طور پر کتمان حق کے ذمہ دار ٹھہرتے ہیں جنہوں نے بے پر کی اڑائی کہ براہین احمدیہ میں مولوی چراغ علی نے کوئی مدد کی تھی۔

یہ دعویٰ بادی النظر میں بھی اس لئے غلط ٹھہرتا ہے کہ خود چراغ علی کا کبھی یہ دعویٰ سامنے نہ آیا کہ انہوں نے کوئی ایسا اقدام کیا تھا۔ مدعی سست گواہ چست کے مصداق یہ مولوی عبدالحق تھے جنہوں نے یہ غلط بیانی کی۔ اور بعد میں آنے والے لوگ اسے لکھتے اور دہراتے چلے گئے اور مکھی پر مکھی مارتے رہے۔

حقیقت صرف اتنی سی ہے کہ مولوی چراغ علی کے سماجی مرتبہ (نواب اعظم یار جنگ کے خطاب) کی وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ نے انہیں دعوت دی تھی کہ اگر وہ کوئی علمی نکتہ یا اسلام کے دشمنوں کا اعتراض یا تحریر پیش کرنا چاہیں تو حضور اسے welcome کریں گے اور اپنی زیر تصنیف کتاب براہین احمدیہ کے صفحات کے حاشیہ میں جگہ دیں گے۔ یہ حضور کا خیال تھا کہ چونکہ نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی حیدرآباد دکن کی ریاست میں اعلیٰ عہدے پر فائز ہیں اور تمام سماجی علمی حلقوں میں پہچانے جاتے ہیں اس لئے ان کی طرف سے کوئی تحریر اسلام کے حق میں ابلاغ کا بہترین موقع پیدا کرے گی۔ لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ کے مصداق مولوی چراغ علی بدستور منقار زیر پر رہے۔ انہیں کبھی توفیق نہ ملی کہ وہ مسیح موعود علیہ السلام کی اس فیاضانہ آفر سے فائدہ اٹھاسکتے۔

مولوی چراغ علی نے براہین احمدیہ کی حمایت اور اعانت کا جو کام کیا وہ مسیح موعودؑ نے ریکارڈ کیا کہ وہ محض ایک دس روپے کا کرنسی نوٹ تھا جو حضور کی مالی اعانت کی اپیل کے جواب میں انہوں نے حضور کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔ جسے آپ نے شکریے کے ساتھ قبول کیا اور اس کا ذکر براہین احمدیہ میں کیا۔

یقیناً اس زمانے میں دس روپے کی بہت اہمیت تھی۔ تاہم یہ کوئی بہت غیر معمولی مدد نہ تھی۔ کیونکہ اعانت کرنے والوں کی فہرست پر نظر ڈالی جائے تو نواب مکرم الدولہ بہادر حیدرآباد نے 100 روپیہ بھیجا تھا جو اس زمانے میں قابل قدر مالی اعانت شمار ہوتی ہے۔

درحقیقت مسیح موعود علیہ السلام کے علمی نکات کی آفر کو قبول کرنے کی صلاحیت مولوی چراغ علی صاحب میں نہیں تھی۔ وہ سرسید سکول سے وابستہ تھے جو معذرت خواہانہ پالیسی کا حامل تھا۔ ابوالحسن ندوی جیسے معاند احمدیت کے پیرو مرشد مودودی اور ان کے حامی مصنفین نے سرسید سکول کی سخت مخالفت کی اور کہا کہ جتنی دنیا انہوں نے مسلمانوں کی بنائی اس سے کہیں بدرجہا زیادہ دینی نقصان کیا۔

اس معذرت خواہانہ طرز کلام کا ذکر عاصم جمالی نے اپنی کتاب میں کیا۔ اور مولوی عبدالحق نے چراغ علی کی کتاب Under Muslim Rule کے اردو ترجمہ ''اعظم الکلام فی ارتقاء اسلام'' کے دیباچہ میں عبدالحق کی ہفوات پر روشنی ڈالی۔ اور ان کے اس دعویٰ کی تردید کی کہ مسیح موعودؑ نے کوئی مدد مولوی چراغ علی سے لی تھی۔ اور یہ ثابت کیا کہ مولوی چراغ علی ولیم مارکی کے اسلام پر اعتراضات سے سخت متاثر ہوئے تھے۔ اور انہیں اسلام میں Fit کرنے میں لگے رہے۔ اس طرح چراغ علی تجدّد کے بانی کرامت علی جونپوری (1813-1893ء) سے شدید متاثر ہوئے جو سرسید سکول کے گل سرسبد تھے۔ جبکہ مونٹریال انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز مک مرل یونیورسٹی کینیڈا میں مقالہ نگار نے لکھا:

The technical religious controvercies of Chiragh Ali and other Aligarh reforms might have seem to be pinpricks in contrast with the fundamental challenge of Ghulam Ahmad.

کہ مسیح موعود کے چیلنج کے مقابلے پر مولوی چراغ علی اور علی گڑھ سکول کے ریفارمز کی نکتہ طرازیاں معمولی اٹھکیلیاں تھیں۔ جبکہ مسیح موعود کی مقابلے کی دعوت اور چیلنج کی بنیاد بہت مضبوط اور ٹھوس چٹان پر ہے۔

مصنف نے باب اول میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معمولات کا ذکر کیا ہے اور ان کا مطالعہ تاریخی اہمیت کا حامل ہے جو براہین احمدیہ کی تصنیف کے دوران آپ کو پیش آیا جبکہ آریہ سماج اور برہمو سماج بنگال اور بمبئی سے نکل کر پنجاب میں داخل ہوئے تو مسیح موعودؑ کو اس تصنیف کی ضرورت پڑی تاکہ اسلام پر ان کے اعتراضات کا جواب دے سکیں۔

مصنف نے براہین احمدیہ میں درج آیات، تفاسیر، مخالفین کے جوابات، اوہام کے ازالہ جات، رؤیا کشوف اور حاشیوں کے اعداد و شمار پیش کئے ہیں جو براہین احمدیہ کی قدر و قیمت میں بیش بہا اضافہ ہے۔

باب دوئم میں مولوی عبدالحق کی شخصیت کا خاکہ دیا گیا ہے لیکن مجموعی حیثیت سے یہ باب اردو ادب کی تاریخ بھی بن جاتا ہے اور ادب کی تاریخ میں معلومات کے لحاظ سے گراں قدر اضافہ ہے۔

مولوی عبدالحق کی بری عادت یہ تھی کہ وہ دوسروں کے مضامین اپنے نام سے شائع کرنے کے عادی تھے۔ انگریزی سے ترجمہ کرتے تو مصنف کا نام گول کر جاتے تھے۔ یوں بددیانتی ان کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی۔ مثلاً پروفیسر مرزا حیرت دہلوی پرنسپل الفنسٹن کالج بمبئی کے حالات زندگی ایک انگریز Hathoruth Waite نے لکھے تو اس کا ترجمہ اپنے نام سے شائع کیا۔ یہ علمی سرقہ اور بددیانتی جدید رائٹرز کو بھی نظر آتی ہے۔ چراغ علی کی کتاب ''اعظم الکلام'' کے ترجمے میں بھی کئی جگہ ہیر پھیر کیا گیا ہے۔ مصنف نے اس پر گرفت کی ہے۔

مصنف نے باب چہارم میں مسیح موعود کے خطوط کا ذکر کیا ہے۔ مسیح موعود کے تیسرے خط میں ذکر ہے کہ مولوی چراغ علی کتاب پیش کریں لیکن مولوی چراغ علی نے اس خط کا جواب نہیں دیا جبکہ مسیح موعود علیہ السلام مخالف لوگوں کی کتب کا واضح طور پر ذکر کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ پنڈت دیانند کی کتاب ستیارتھ پرکاش کا واضح طور پر ذکر موجود ہے یہ صرف اعتراضات اکٹھے کرنے کی غرض سے تھا اور ایسی ہی دعوت مولوی چراغ علی کو دی گئی تھی لیکن مولوی چراغ علی کی طرف سے خاموشی رہی۔

باب پنجم میں مصنف نے مزید اتمام حجت کے لئے مسیح موعودؑ اور مولوی چراغ علی کی تحریرات کا موازنہ پیش کیا ہے۔ اس باب میں دعا کے بارے میں سرسید کے غلط خیالات کی تردید کی گئی ہے۔ یہ موازنہ آسمان اور زمین کا فرق ظاہر کرتا ہے۔ مسیح موعودؑ کی تحریریں آسمانی مائدہ دکھائی دیتی ہیں جبکہ مولوی چراغ علی کی تحریریں خیالی مفروضوں پر مبنی ہیں اس لئے انہیں زمینی کہنا درست ہے۔

قرآن، سنت اور حدیث کے بارے میں چراغ علی کی غلطیاں واضح کی گئی ہیں۔ سرسید کے تبصرہ نگاروں نے اس رائے کا عام اظہار کیا ہے کہ سرسید انگریزی تہذیبی لڑائی میں انگریزی دستے کے کمانڈر انچیف تھے بلکہ اتنے مرعوب تھے کہ انگریز کے کتوں کو بھی اپنے سے برتر سمجھتے تھے۔ اس قدر مرعوب ہونا بتاتا ہے کہ ان کا علم ناقص تھا اور ان کا خیال تھا کہ شاید یہ تہذیب ہمیشہ مسلط رہے گی۔

باب ششم میں مصنف نے مسیح موعود کے علم کلام کے بہت سے خوبصورت گوشے High light کئے ہیں۔ وحی الہام اور نبوت کے نازک موضوعات پر قلم اٹھانا چراغ علی اور سرسید کے بس میں نہ تھا۔ مصنف نے مسیح موعودؑ کی نثر سے سورہ فاتحہ اور گلاب کے پھول کا نہایت خوبصورت موازنہ پیش کیا ہے یہ تحریریں نئی نسل کو مسیح موعودؑ کی نثری تخلیقات پڑھنے کی طرف مائل کرتی ہیں۔

قرآن کے اعجاز کو جو مسیح موعودؑ نے پیش کیا وہ آج تک کسی مصنف نے بیان نہیں کیا۔

حضور نے آریہ سماج کے قرآن پر بوگس اعتراضات کے تاروپود بکھیر دیئے اور سورہ فاتحہ کی آیات کے لئے اس کی سلاست اور روانی پر ایسی روشنی ڈالی جو آج تک کوئی پیش نہیں کرسکا۔ وید اور آریہ کتب کی جہالت کو بھی خوب واضح کیا۔

مصنف کی اس کتاب کا ایک اہم پہلو مسیح موعودؑ کی نثر نگاری ہے جسے مرزا حیرت دہلوی نے خراج تحسین پیش کیا کہ اس زمانہ میں بلندیٔ ہند میں کوئی مصنف اس قدر مؤثر پیرایہ بیان میں لکھنے والا نہیں ملتا۔

عاصم جمالی نے ڈاکٹر سید عبداللہ کا بھی پیچھا کیا اور انہیں قائل کیا کہ وہ اپنی غلطی سے رجوع کریں۔ انہوں نے انجمن ترقی اردو کو بھی چیلنج کیا کہ وہ اپنی غلطی مانیں۔ یہ انی مھین من اراد اھانتک کی وعید کے تحت تھا کہ مصنف نے رؤیا کے تحت بددیانت لوگوں کو ان کے اس ذلت کے مقام اور گھر تک پہنچایا۔ جس کے وہ بجا طور پر مستحق تھے۔ یوں یہ خدائی مدد تھی جو مصنف کو حاصل رہی۔

باب ہفتم میں مصنف نے 5 اہم نکات بیان کئے ہیں کہ ابوالکلام آزاد نے نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فتح نصیب جرنیل قرار دیا بلکہ حضور کے وصال پر جنازہ کے احترام میں لاہور سے بٹالہ تک ساتھ آئے۔

جس طرح بہادر شاہ ظفر کو ذوقؔ اصلاح کلام میں مدد دیا کرتے تھے کہ نظمیں تک لکھ کر دے دیتے تھے تاہم دونوں کا کلام موجود ہے۔ ذوقؔ میں جو فصاحت بلاغت کلام میں پائی جاتی ہے وہ ظفرؔ کے کلام میں نہیں اسی طرح براہین احمدیہ اور تصنیفات چراغ علی کا حال ہے کہ چراغ علی مستشرقین کے خیالات سے متأثر تھے۔ ان کی کوشش رہی کہ اسلام کو انہی خیالات کے سانچے میں ڈھال دیں۔

مصنف تاریخ ادبیات پنجاب یونیورسٹی کے حوالے سے ایک مقالہ نگار نے متعصّبانہ رائے پیش کی اور مولوی

بقیہ صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2013ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر112)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

گردنوں پر اُن کی ہے سب عام لوگوں کا گُنہ
جن کے وعظوں سے جہاں کے آگیا دِل میں غُبار
ایسے کچھ سوئے کہ پھر جاگے نہیں ہیں اب تلک
ایسے کچھ بھُولے کہ پھر نسیاں ہُوا گردن کا ہار
نوعِ انساں میں بدی کا تُخم بونا ظُلم ہے
وُہ بدی آتی ہے اُس پر جو ہو اس کا کاشتکار

(درِّثمین شائع کردہ نظارت نشرواشاعت قادیان صفحہ 177)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں دورانِ سال شاید ہی کوئی ماہ ایسا گزرتا ہو جس میں احمدیوں کو مذہبی بنیادوں پر تکالیف نہ پہنچائی جاتی ہوں۔ یہ واقعات احمدیوں پر گلی محلّوں میں آوازے کسنے سے لے کر، ان کے خلاف سازشیں کرنے، مذہبی بنیادوں پر انہیں کاروباری نقصان پہنچانے حتیٰ کہ انہیں جان تک سے مار دینے پر محیط ہیں۔ ایسا ممکن نہیں کہ ایسے تمام واقعات کو اس مضمون میں درج کیا جاسکے۔ لہٰذا ایک عرصہ سے احمدیوں پر ہونے والے مظالم کو خلاصۃً بیان کیا جارہا ہے۔ قسط ہذا میں اکتوبر، نومبر 2013ء کے دوران ہونے والے چند واقعات کا جائزہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین

احمدیہ مساجد ایک ٹارگٹ

فیصل آباد؛ 03 اکتوبر 2013ء: روزنامہ دنیا کے شمارہ مؤرخہ 3/اکتوبر 2013ء میں شائع شدہ ایک رپورٹ میں درج ہے کہ وزارتِ داخلہ حکومتِ پنجاب سے یہ معلوم ہوا ہے کہ پشاور کے چرچ پر حملہ کرنے کے بعد دہشت گرد احمدیہ مساجد کو ٹارگٹ بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

بے بنیاد کیس

گولارچی، ضلع بدین؛ اکتوبر 2013ء: ایک مخالفِ احمدیت نے جس کا نام 'سودا کھوسہ' بتایا جاتا ہے گولارچی کے 26/احمدی مرد و زَن کے خلاف یہ درخواست دائر کی ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو 'مسلمان' ظاہر کرتے ہوئے قانون کی خلاف ورزی کی ہے۔ ان میں سے بعض کے خلاف 2008ء میں ایسے جلسے کے انعقاد کا الزام ہے جس میں نعوذ باللہ توہینِ رسالت کی گئی جبکہ بعض کے خلاف شادی کارڈ وغیرہ پر 'بسم اللہ' اور 'انشاء اللہ' کے الفاظ استعمال کرنے کا الزام ہے۔ مذکورہ شخص احمدیوں کے خلاف دفعہ 298 سی کے تحت کیس درج کروانا چاہتا ہے۔

علاقہ کے ڈی ایس پی نے احمدیوں سے وضاحت طلب کی۔ اس پر احمدی احباب کا ایک وفد ڈی ایس پی کے سامنے پیش ہوا اور اپنا دفاع کرتے ہوئے ڈی ایس پی کے سامنے تسلی بخش وضاحت پیش کردی۔ احمدی وفد نے ڈی ایس پی کے 'ریڈر' سے جب اس رپورٹ کی نقل طلب کی تو اس نے احمدیوں سے 'ان کی مرضی' کی رپورٹ تیار کروانے کے پچاس ہزار روپے طلب کیے۔

احمدیہ مسجد کی بے حرمتی کی کوشش

چک نمبر 307/ر ج ب؛ ڈسٹرکٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ؛ اکتوبر 2013ء: ایک معاند احمدیت 'محمد ناصر سلطان چٹھہ' نے پولیس اسٹیشن گوجرہ کے ایس ایچ او کے سامنے احمدیہ مسجد واقع چک نمبر 307/ر ج ب کے منارے اور محراب کو گرانے کی درخواست دائر کردی۔ جس میں اس نے ایک جھوٹی کہانی گھڑتے ہوئے یہ لکھا کہ وہ اپنے دوستوں کے ہمراہ وہاں سے گزر رہا تھا۔ نماز کا وقت ہونے کی وجہ سے وہ قریب ہی واقع مسجد میں نماز ادا کرنے کے لئے داخل ہوئے۔ لیکن انہیں یہ جان کر بہت صدمہ پہنچا کہ یہ مسجد نہیں بلکہ احمدیوں کی عبادت گاہ ہے۔ انہوں نے لکھا کہ احمدیوں کی مسجد پر واقع مناروں کی موجودگی سے ہمیں دھوکا ہوا اور یہ امر ہمارے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کا باعث بنا۔ چنانچہ ہم نے اس علاقے کے احمدیوں کو تلاش کیا اور ان کو قائل کرنے کی کوشش کی کہ اپنی عبادت گاہ سے 'مناروں' کو گرا دیں کیونکہ ان کی وجہ سے یہ عبادت گاہ 'مسجد' سے مشابہت اختیار کر جاتی ہے۔ انہوں نے ایسا کرنے سے صاف انکار کردیا۔ یہ لوگ قانونی اور شرعی لحاظ سے کافر قرار دیے جاچکے ہیں لہٰذا یہ اپنی عبادت گاہ میں اسلامی شعار سے تعلق رکھنے والی کسی بھی طرز تعمیر کو اختیار نہیں کر سکتے۔ لہٰذا انہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ یہ اپنی عبادت گاہ میں مناروں کو تعمیر کریں۔ ان کے خلاف مناسب قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے بصورتِ دیگر انتظامیہ اور احمدی دونوں علاقے میں کسی بھی قسم کے جذباتی اقدامات کے ذمہ دار ٹھہریں گے۔

سیالکوٹ میں مخالفت

سیالکوٹ؛ 09/اکتوبر 2013ء: گزشتہ کئی ہفتوں سے سیالکوٹ کے علاقہ میں احمدیت کی مخالفت کی ایک لہر چل نکلی ہے۔ اس سے قبل رپورٹ میں ذکر کیا جاچکا ہے کہ کس طرح پولیس نے مُلّاں کا آلۂ کار بنتے ہوئے تین احمدیہ مساجد سے کلمہ طیبہ اور مناروں کو ہٹا کر مساجد کی بے حرمتی کی تھی۔ اس کارروائی کے بعد ملّاں نے اپنی کارروائیوں کو مزید تیز کردیا۔

چنانچہ سیالکوٹ کے علاقہ نیکا پورہ میں ملّاں نے اپنے چیلوں کے ساتھ جلوس کی شکل میں احمدیوں کے خلاف نعرے بازی کی اور سڑک پر ٹائر جلا کر اسے بلاک کر دیا۔ جلوس نے اپنے ہاتھوں میں احمدیوں کے خلاف بینر اٹھائے ہوئے تھے۔ ان کا مطالبہ تھا کہ سیالکوٹ کی تمام احمدیہ مساجد سے کلمہ طیبہ اور مناروں کو ختم کیا جائے۔

سندھ میں سِول سوسائٹی کی جرأت

وارا؛ ضلع لاڑکانہ؛ یکم اکتوبر 2013ء: مُلّاں کے دباؤ میں آکر پولیس نے ایک احمدی محترم خلیل احمد صاحب کو گرفتار کرلیا۔ خلیل صاحب ایک موبائل کمپنی کی فرنچائز میں مارکیٹنگ کے شعبہ سے منسلک ہیں۔ حال ہی میں جے یو آئی کے کارکن اور دیوبندی مسلک سے تعلق رکھنے والے ملّاں محمد صدیق کو جب اس بات کا معلوم ہوا کہ خلیل احمد صاحب احمدی ہیں تو اس نے موبائل فون ڈیلرز سے ایک ملاقات کر کے انہیں خلیل صاحب کے ساتھ کسی بھی قسم کے کاروباری لین دین سے منع کرنے کی کوشش کی۔ موبائل فون ڈیلرز نے اس کی بات کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ان سے لین دین جاری رکھا۔

اس کے بعد ملّاں صدیق علاقے کے ایک بااثر ملّاں حسن بروہی کے ساتھ مل کر تھانہ گیا اور خلیل صاحب کو بغیر کسی وجہ کے گرفتار کروا دیا۔ بعدازاں جب پولیس نے خلیل صاحب کو بے قصور ہونے کی بنا پر چھوڑ دیا تو ملّاں دوبارہ پولیس کے پاس گئے اور انہیں خلیل صاحب کو گرفتار کرنے کے لئے دباؤ ڈالا، مگر وہ اس وقت تک شہر چھوڑ کر جا چکے تھے۔

اس واقعے کے بعد علاقے کے بااثر احمدیوں پر مشتمل ایک وفد نے مقامی سیاستدانوں سے ملاقات کی اور انہیں ایک احمدی پر ہونے والی زیادتی سے آگاہ کیا۔

جیئے سندھ محاذ سے تعلق رکھنے والے ریاض حسین چانڈیو نے بات کو توجہ سے سنا اور احمدیوں سے اظہارِ ہمدردی کرتے ہوئے اس بارے میں تعاون کرنے کی یقین دہانی کروائی۔ مزید برآں میڈیا اور ٹی وی کے نمائندگان نے ملّاں کی کھلی کھلی بدمعاشی پر نقطہ چینی کی۔ انہوں نے مزید اس بات کا اظہار کیا کہ سندھ کی پرامن اور باہمی امن وآشتی والی فضا کو مذہبی شدّت پسند ملّاں آلودہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلام کو قطعًا کوئی خطرہ نہیں؛ لہٰذا وارا کے علاقہ میں کسی احمدی کو ہراساں نہ کیا جائے۔

احمدی اسیران

مؤرخہ 10/اپریل کو 'روزنامہ الفضل' کے ایڈیٹر اور پرنٹر سمیت چھ احمدیوں کے خلاف دائر ہونے والے مقدمے میں گرفتار دو احمدی محترم خالد اشفاق صاحب اور محترم طاہر احمد صاحب بدستور قید وبند کی صعوبتیں برداشت کررہے ہیں۔ یاد رہے کہ لاہور ہائیکورٹ کی طرف سے مؤرخہ 06 جون کو ہونے والی سماعت میں ان دونوں کی ضمانت کی درخواست پر لگائے جانے والے اعتراضات کو سپریم کورٹ نے کالعدم قرار دیتے ہوئے عدالت کو مناسب کارروائی کرنے کا فرمان جاری کر رکھا ہے۔ لیکن ابھی تک یہ دونوں معصوم احمدی جیل میں ہیں۔

احمدی ڈاکٹر پر FIR

سنت نگر، لاہور؛ 25 نومبر 2013ء: پولیس نے ایک احمدی ہومیو پیتھ محترم ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کو گرفتار کرلیا اور دفعہ 298-C کے تحت ان کے خلاف مقدمہ درج کرلیا۔ تفصیلات کے مطابق درخواست گزار ملّاں محمد احسان نے پولیس کو بتایا کہ وہ ڈاکٹر صاحب سے دوائی لینے گیا تو انہوں نے اسے تبلیغ کرنا شروع کر دی۔ ڈاکٹر صاحب کے اس فعل اس کی دلآزاری کا باعث بنا۔ اس کے ثبوت میں اس نے ڈاکٹر صاحب سے ہونے والی گفتگو کی آڈیو ریکارڈنگ پیش کی۔ جس پر پولیس نے ان کے خلاف ایف آئی آر (نمبر 675) درج کرلی۔

اصل واقعہ یوں ہے کہ یہ بدبخت مخالفِ احمدیت ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت محترم ڈاکٹر صاحب کے کلینک پر دوا حاصل کرنے کے بہانے گیا اور ان سے احمدیت کے بارے میں کچھ سوالات پوچھنے لگا۔ ڈاکٹر صاحب اس کی چال کو نہ بھانپ سکے اور شرافت میں اس کے سوالات کے جوابات دینے لگے۔ اس ملّاں نے یہ تمام گفتگو ریکارڈ کرلی۔ اس سے قبل کہ ڈاکٹر صاحب کو گرفتار کیا جاتا چند اوباشوں نے انہیں زدوکوب بھی کیا۔ بعدازاں مولویوں کے ایک ہجوم نے کلینک سے باہر نکل کر مظاہرہ کیا اور احمدیوں کے خلاف نعرے بازی کرتے ہوئے سڑک کو بلاک کردیا۔

ابتداء میں تو پولیس نے یہ طفل تسلّی دلائی کہ مولویوں کے اس ٹولے کے چلے جانے کے بعد وہ ڈاکٹر صاحب کو چھوڑ دیں گے لیکن رات کے ایک بجے انہوں نے باقاعدہ ایف آئی آر درج کرلی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام کی تمام کارروائی سوچے سمجھے طریق پر ایک معصوم اور معمّر احمدی ڈاکٹر کے خلاف مقدّمہ قائم کرنے کے لئے کی گئی ہے۔

محترم ڈاکٹر صاحب انگلستان کی شہریت رکھتے ہیں۔ ایک غیر احمدی وکیل نے جو کہ سابق جج بھی رہ چکے ہیں ازخود ان کا کیس لڑنے کا اعلان کیا ہے۔

مؤرخہ 30/نومبر کو ہونے والی سماعت میں مجسٹریٹ نے ان کی ضمانت کی درخواست کو مسترد کردیا ہے۔

دنیاوی منفعت کے لئے 'دین' کا سہارا

کنری، ضلع عمر کوٹ سندھ؛ نومبر 2013ء: مکرم سلیم احمد صاحب ابن محمد ابراہیم صاحب نے کچھ عرصہ قبل ایک غیر از جماعت شخص کو اپنی دوکان کرائے پر دی۔ ایک سال گزرنے پر جب اس نے کرایہ ادا نہ کیا تو انہوں نے کرایہ حاصل کرنے اور دوکان خالی کروانے کے لئے عدالت سے رجوع کرلیا۔

اس پر اس کرایہ دار نے سلیم صاحب کے خلاف صرف اس لیے کہ وہ احمدی ہیں اور ان کے خلاف اینٹی احمدیہ آرڈیننس کے تحت مقدمہ قائم کروانا انتہائی آسان ہے، ایک جھوٹا مقدمہ قائم کرنے کے لئے ایک بِکاؤ شخص کی خدمات حاصل کیں۔ چنانچہ اس نے 12/اکتوبر 2013ء کو پولیس میں ایک درخواست دائر کی جس کی اپنی عبارت اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ یہ معاملہ سراسر جھوٹ پر مبنی ہے۔ اس درخواست کے مطابق محترم سلیم صاحب نے درخواست دہندہ کو کہا کہ 'اگر تم اسلام سے توبہ کر کے ہمارے مذہب قادیانیت میں داخل ہوجاؤ تو میں تمہیں ربوہ لے جاکر تمہیں (نیا) کاروبار کھلوادوں گا'۔

چنانچہ پولیس فوری طور پر حرکت میں آئی اور اس بنا پر سلیم صاحب اور ان کے گھر والوں کو ہراساں کیا جانے لگا۔ انہوں نے بڑی تگ ودَو کرتے ہوئے اپنی ضمانت قبل ازگرفتاری حاصل کی تاکہ پولیس انہیں گرفتار نہ کرسکے۔

احمدی نوجوان پر تشدّد

ملوٹ، اسلام آباد: نومبر 2013ء: محترم احسان احمد دانش صاحب جو یہاں کے لوکل صدر جماعت کے بیٹے ہیں ایک موبائل فون کی دوکان چلاتے ہیں۔ ایک گاہک کے ساتھ ان کا کچھ اختلاف ہوگیا۔ اس نے 'آسان راستہ' چنتے ہوئے یعنی احمدیت کی مخالفت کی آڑ میں چند نوجوانوں کے ساتھ احسان صاحب کی دکان پر دھاوا بول دیا۔ انہوں نے احسان صاحب کے ساتھ بدتمیزی کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں کافر کہا اور ان کی دکان سے کچھ چیزیں زبردستی لے جانے کی کوشش کی۔ احسان صاحب نے جب مزاحمت کی تو انہوں نے ایک پتھر ان کے سر پر دے مارا جس سے ان کا سر پھٹ گیا اور خون نکلنے لگا۔ انہیں ہسپتال لے جایا گیا جہاں ان کے زخم سے بہتے ہوئے خون کو روکنے کے لئے ٹانکے لگانے پڑے۔

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرِانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

ڈاکٹر شاہ محمد شمیم احمد صاحب

ہفت روزہ ’’بدر‘‘ قادیان 28 جنوری 2010ء میں مکرم ڈاکٹر شاہ محمد شمیم احمد صاحب کا ذکرِ خیر اُن کی بھتیجی مکرم ڈاکٹر طلعت جہاں صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

مکرم ڈاکٹر شاہ محمد شمیم احمد صاحب 8 دسمبر 1924ء کو بہار کے گاؤں اورین میں محترم ڈاکٹر شاہ رشیدالدین صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباء و اجداد کو تبلیغ اسلام کی وجہ سے مغلیہ دَور میں جاگیروں سے نوازا گیا تھا جن کا کچھ حصہ ابھی تک خاندان میں چلا آتا ہے۔ بعد میں اس خاندان میں گدی نشینی کا سلسلہ بھی جاری ہوگیا اور پھر پیر پرستی اور قبر پرستی بھی جاری ہوگئی۔

مضمون نگار لکھتی ہیں کہ میری دادی حضرت سیدہ میمونہ خاتون صاحبہؓ تھیں۔ اُن کی والدہ بہت نیک اور صالح خاتون تھیں جنہوں نے دو خواب دیکھے جن سے مسیح موعود کی آمد کی اطلاع ملتی تھی۔ اسی اثناء میں اُن کے اٹھارہ سالہ بیٹے محترم سید وزارت حسین صاحب کو حضرت اقدسؑ کے دعویٰ کی خبر ملی تو وہ کم عمری کے باوجود خاموشی سے قادیان روانہ ہوگئے اور پھر بیعت کرکے واپس آئے۔ 1903ء میں وہ دوبارہ قادیان گئے تو اُن کے ہمراہ خاندان کے دیگر افراد بھی تھے جن میں اُن کے بڑے بھائی حضرت سید ارادت حسین صاحبؓ اور اُن کے اہل و عیال بھی شامل تھے۔ اُن کی بیٹی حضرت سیدہ میمونہ خاتون صاحبہؓ میری دادی تھیں۔ یہ سارا خاندان چھ ماہ قادیان میں مقیم رہا۔

میری دادی کی شادی محترم ڈاکٹر شاہ رشیدالدین صاحب سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں آٹھ بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا۔ میرے دادا خود تو احمدی نہیں ہوئے لیکن کبھی مخالفت بھی نہیں کی۔ لیکن دادی بہت مخلص تھیں اور الفضل و بدر کا مطالعہ کرنا اور خلیفۂ وقت اور بعض بزرگ صحابہ سے خط و کتابت رکھنا اُن کا معمول تھا۔ نتیجۃً حضرت سیدہ میمونہ خاتون صاحبہؓ کی تعلیم و تربیت رنگ لائی اور 6 بیٹے، 2 نواسے اور ایک نواسی بھی احمدی ہوگئے۔

محترم شاہ محمد شمیم صاحب اپنے والدین کی چھٹی اولاد تھے۔ نہایت ذہین تھے۔ ایک بار ان کے بچپن میں ہمارے دادا نے اپنے بچوں سے پوچھا کہ کون کون احمدی ہے۔ آپ نے فوراً جواب دیا کہ مَیں احمدی ہوں۔ والد مذاق سے کہنے لگے کہ پھر مَیں تمہیں کچھ نہیں دوں گا۔ آپ نے جواب دیا: مجھے میرا خدا دے گا۔ بعد میں واقعات نے ثابت کردیا کہ خدا کو بھی آپ کی یہ ادا پسند آئی۔ چنانچہ سب بچوں میں سے صرف آپ ہی ڈاکٹر بنے اور خوشحالی کی زندگی بسر کی۔

محترم ڈاکٹر شاہ محمد شمیم صاحب نے اپنے والد کی وفات کے بعد اُن کے مطب میں پریکٹس شروع کی۔ آپ کی والدہ نے لمبی عمر پائی اور آپ نے اُن کی بھرپور خدمت کی توفیق پائی۔ 1948ء میں آپ کی شادی اپنی خالہ زاد صالحہ خاتون صاحبہ سے ہوئی۔ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا ہوئے۔ چاروں بچوں کو آپ نے اعلیٰ تعلیم دلوائی اور سب ڈاکٹر بنے۔

محترم ڈاکٹر صاحب نہایت شفیق تھے۔ اپنے بچوں اور بچیوں سے یکساں محبت کرتے۔ ہر حال میں شکرگزار رہتے۔ ہر آنے والے سے نہایت خوش دلی سے ملتے۔ نظام سلسلہ اور خلیفۂ وقت سے گہری محبت تھی۔ تقسیم ملک کے وقت مرکز اور خلیفۂ وقت کی خبر لانے قادیان چلے گئے اور حالات معلوم کرکے واپس آئے۔ مالی تحریکات میں دل کھول کر حصہ لیتے۔ غریب مریضوں سے فیس نہ لیتے بلکہ دوائیں بھی مفت دیتے۔

برج خلیفہ

جنوری 2010ء میں دبئی میں دنیا کی سب سے اونچی بلڈنگ کا افتتاح کیا گیا۔ اُسی روز اس کا نام ’برج دبئی‘ سے تبدیل کرکے ’برج خلیفہ‘ بھی کردیا گیا۔ اس کے بارہ میں مکرم عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ کا ایک معلوماتی مضمون ہفت روزہ ’’بدر‘‘ قادیان 29/اپریل 2010ء میں شامل اشاعت ہے۔

480 ایکڑ زمین پر پھیلی ہوئی اس بلڈنگ (برج خلیفہ) میں تیس ہزار گھر، 97 ہوٹل، 19 رہائشی ٹاور، قریباً ساڑھے سات ایکڑ کا پبلک پارک اور ایک مصنوعی جھیل بنائی گئی ہے۔ بلڈنگ 828 میٹر اونچی ہے اور اس کی 160 منزلیں ہیں۔ اس پر ڈیڑھ بلین ڈالر لاگت آئی ہے اور یہ چھ سال میں مکمل ہوئی ہے۔ بلڈنگ کو Y شکل میں تعمیر کیا گیا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ روشنی میسر آئے۔ اس کا بلندترین حصہ ہوا کی تیزی کی وجہ سے ڈیڑھ میٹر تک اِدھر اُدھر ہل سکتا ہے۔ اُس حصہ کا درجہ حرارت بھی زمین کے درجۂ حرارت سے 6 ڈگری سینٹی گریڈ کم ہے۔

’برج خلیفہ‘ میں 57 لفٹ نصب ہیں۔ سطح زمین سے 160 ویں منزل تک جانے کے لئے لفٹ میں 45 سیکنڈ لگتے ہیں۔ ویسے سیڑھیوں کی تعداد 2909 ہے۔ مسجد 2600 فٹ بلندی پر 158 ویں منزل میں ہے۔ اس بلڈنگ کی بنیاد میں 5 فٹ موٹے 192 ستون ہیں جو زمین سے 50 میٹر گہرائی تک لگائے گئے ہیں۔ بلڈنگ کے باہر ایک فوارہ لگایا گیا ہے جس پر 217 ملین ڈالر خرچ آیا ہے۔ 275 میٹر لمبا یہ فوارہ پانی کو رنگ برنگی روشنیوں اور میوزک کے ساتھ ڈیڑھ سو میٹر اونچائی تک پھینک سکے گا۔

برج خلیفہ کی تعمیر کے بعد سعودی شہزادہ الولید بن طلال نے سعودی عرب میں دو بلندترین عمارتوں کی تعمیر کا اعلان کیا ہے جن میں سے ایک 1028 میٹر اور دوسری 1600 میٹر اونچی ہوگی۔

انڈیکس ’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ 2013ء

2013ء میں ’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ کی زینت بننے والے مضامین کی مکمل فہرست ہدیۂ قارئین ہے:

4/جنوری 2013ء - شمارہ 1

☆ افغانستان کا فری میسن بادشاہ (امیر حبیب اللہ)
ازمکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب
☆ محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ زوجہ حضرت بابو وزیر محمد صاحبؓ
ازمکرم غلام مصباح بلوچ صاحب
☆ مکرم ناصر احمد سید صاحب کے کلام سے انتخاب:
’’آنکھیں ٹھنڈی چھایا ہیں اور چہرہ جس کا نُور‘‘
☆ مکرم خواجہ عبدالمومن صاحب کے کلام سے انتخاب:
’’خدا خلیفہ جسے بناتا ہے‘‘

11/جنوری 2013ء - شمارہ 2

☆ خلفاء سلسلہ کی شفقت بھری یادیں
ازمکرم ڈاکٹر عبدالروٴف خان صاحب
☆ مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب:
’’ہم ہیں مریضِ عشق، دوا ہے تمہارے پاس‘‘

18/جنوری 2013ء - شمارہ 3

☆ آنحضورﷺ کے صحابہؓ کا تعلق باللہ، ذوق عبادت اور دلگداز دعائیں ازمکرم عبدالستار خان صاحب (حصہ اوّل)

25/جنوری 2013ء - شمارہ 4

☆ آنحضورﷺ کے صحابہؓ کا تعلق باللہ، ذوق عبادت اور دلگداز دعائیں ازمکرم عبدالستار خان صاحب (حصہ دوم)
☆ مکرم عبدالسلام اسلام صاحب کے نعتیہ کلام سے:
’’کارگاہِ ’کُن فکاں‘ کا راز میرا مصطفیٰ‘‘

یکم فروری 2013ء - شمارہ 5

☆ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا عظیم مقام
(مرتبہ: مکرم نوید احمد صاحب)
☆ مکرم اے۔ حق صاحب کے کلام سے انتخاب:
’’خلافت رسالت کی پیاری نشانی‘‘
☆ محترم چودھری محمد علی صاحب مضطرؔ کی خدمت میں مکرم ملک خالد ساحل صاحب کا منظوم ’نذرانۂ عقیدت‘:
’’لاکھوں ہیں زندگی کے حوالے پڑے ہوئے‘‘

8/فروری 2013ء - شمارہ 6

☆ حضرت مصلح موعودؓ کے چند رؤیا و کشوف
ازمکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب
☆ مکرم ڈاکٹر مہدی علی چودھری صاحب کا حمدیہ کلام:
’’خورشید اور قمر میں تیری ہی روشنی ہے‘‘

15/فروری 2013ء - شمارہ 7

☆ استحکامِ خلافت کیلئے حضرت مصلح موعودؓ کی گرانقدر مساعی
ازمکرم محمد عثمان شاہد صاحب

22/فروری 2013ء - شمارہ 8

☆ الٰہی بشارتوں کی روشنی میں حضرت مصلح موعودؓ کی بلندشان
ازمکرم نذیر احمد سانول صاحب
☆ مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی نظم سے انتخاب:
’’جن پیروں کے نیچے جنت، سر پر ایک رِدا‘‘

یکم مارچ 2013ء - شمارہ 9

☆ مکرم رانا سلیم احمد صاحب شہید آف سانگھڑ
ازمکرم ابن کریم صاحب
☆ مکرم مبارک احمد ندیم صاحب ازمکرم منصور احمد صاحب
☆ مکرم میاں محمد حسین صاحب آف عہدی پور (نارووال)
ازمکرم چوہدری شریف احمد صراف صاحب
☆ مکرم مبارک احمد عابد صاحب کے کلام سے انتخاب:
’’باغِ احمد میں مثالِ عندلیب اک شخص ہے‘‘

8/مارچ 2013ء - شمارہ 10

☆ حضرت چوہدری علی محمد صاحبؓ بی اے بی ٹی
ازمکرمہ امۃ الباسط صاحبہ
☆ مکرم فاروق محمود صاحب کی ایک نظم سے انتخاب:
’’جبینِ ازل پر جو تحریر ہے‘‘
☆ مکرم مبارک احمد ظفر صاحب کے کلام سے انتخاب:
’’اس کی جب تصویر دیکھی کہہ اٹھا میرا یہ دل‘‘

15/مارچ 2013ء - شمارہ 11

☆ مکرمہ اسلم بی بی صاحبہ اور آپ کے بھائی محترم ڈاکٹر فیروزالدین صاحب آف عدن ازمکرمہ م۔ شاہین صاحبہ
☆ حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب
ازمکرم مجید احمد سیالکوٹی صاحب
☆ حضرت مولانا محمد حفیظ صاحب بقاپوری درویشِ قادیان
ازمکرم عبدالباسط قمر صاحب
☆ مکرم چودھری محمد علی صاحب کے کلام سے انتخاب:
’’دین مانگے نہ یہ دنیا مانگے‘‘

22/مارچ 2013ء - شمارہ 12

☆ حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ ازمکرم حافظ مظفر احمد صاحب
☆ مکرم راجہ محمد یوسف خان صاحب کی نظم سے انتخاب:
’’یہ دل جو ہے مدت سے گرفتارِ تمنّا‘‘

29/مارچ 2013ء - شمارہ 13

☆ محترم چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب
ازمکرم چوہدری رشیدالدین صاحب
☆ مکرم ڈاکٹر محمود الحسن صاحب کی نظم سے انتخاب:
’’رُوکشِ حُسنِ مہ و مہر ستارا تھا کوئی‘‘

5/اپریل 2013ء - شمارہ 14

☆ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
ازمکرم حافظ مظفر احمد صاحب

12/اپریل 2013ء - شمارہ 15

☆ مکرم سمیع اللہ صاحب آف احمد پور ضلع سانگھڑ کی شہادت
☆ مکرمہ عنایت بیگم صاحبہ (زوجہ مکرم بشیر احمد چغتائی صاحب) ازمکرمہ س۔ رفیق صاحبہ
☆ مکرمہ فہمیدہ بشیر صاحبہ ازمکرم محمد منور صاحب
☆ مکرم محمد اسلم صابر صاحب کی ایک نظم سے انتخاب:
’’ڈرو، ہے اثر مظلوموں کی آہ میں‘‘
☆ مکرم ثاقب زیروی صاحب کے حمدیہ کلام سے انتخاب:
’’تُو رحیم بھی، تُو کریم بھی، تُو حلیم بھی، تُو بصیر بھی‘‘

19/اپریل 2013ء - شمارہ 16

☆ سینیگال کے مخلص احمدیوں کے چند ایمان افروز واقعات
ازمکرم منور احمد خورشید صاحب مربی سلسلہ
☆ مسجد بیت الحمید لاس اینجلس امریکہ کی تعمیر نو
ازمکرم شمشاد احمد ناصر صاحب مربی سلسلہ

26/اپریل 2013ء - شمارہ 17

☆ مکرم محمد اعظم طاہر صاحب شہید احمدیت
ازمکرم محمد ایوب صابر صاحب
☆ مکرم فاروق محمود صاحب کی ایک نظم سے انتخاب:
’’ثباتِ مہر و وفا شرطِ وصلِ منزل ہے‘‘

3/مئی 2013ء - شمارہ 18

☆ حضرت عبدالرحمٰن صاحبؓ پٹواری (یکے از 313 صحابہ)
☆ حضرت میاں نور محمد صاحبؓ آف غوث گڑھ
☆ محترم چودھری محمود احمد چیمہ صاحب
ازمکرم انور ندیم علوی صاحب
☆ محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب
ازمکرم فضل احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ
☆ ’مٹی کے پیالہ میں شکر کا شربت‘
ازمکرم ناصر احمد خالد صاحب
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو خراج تحسین
ازمکرم پروفیسر راجا نصراللہ خان صاحب
☆ مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب کے کلام سے انتخاب:
’’وادیٔ بطحا سے نکلا اک کریم ابن کریم‘‘
☆ مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کی نظم میں سے انتخاب:
’’جب دن کی ضیاء ہو شبِ دیجور میں تبدیل‘‘
☆ مکرم راجہ غالب احمد صاحب کی ایک غزل سے انتخاب:
’’دل کے کونے میں کہیں دُور مکاں اُس کا تھا‘‘

10/مئی 2013ء - شمارہ 19

☆ حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ
ازمحترم مولانا محمد حفیظ صاحب بقاپوری
☆ مکرمہ سلمیٰ بنت محمود صاحبہ کی ایک نظم میں سے انتخاب:
’’قسم کھا کر خدا کی، عہد جو باندھا خلافت سے‘‘

17/مئی 2013ء- شمارہ 20

☆ Dictionary of Islam by Thomas Patrick Hughes کا تفصیلی تعارف
ازمکرم طارق حیات صاحب

☆ محترم حکیم محمد اعظم صاحب شہید آف اوچ شریف
ازمکرم عطاء العلیم شاہد صاحب

☆ اعزاز: انیب اختر صاحب ابن مکرم شب خیز اختر صاحب

☆ مکرم اعظم نوید صاحب کی نظم ''نور کی ردا'' سے انتخاب:
''نغمۂ جانفزا خلافت ہے''

☆ مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی، محبتِ الٰہی میں کہی گئی، ایک نظم میں سے انتخاب:
''اولاد ہو یا ہو مال وزر، اب تجھ سے پیارا کوئی نہیں''

24/مئی 2013ء- شمارہ 21

☆ محترم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب شہید
ازمکرم قدیر احمد طاہر صاحب معلم وقف جدید

☆ محترم امان اللہ خان بلوچ صاحب
ازمکرمہ ص۔امان صاحبہ

☆ مکرم عبدالصمد قریشی صاحب کی ایک نظم سے انتخاب:
''دِل کی دھڑکن میں، تمناؤں میں وہ بستے ہیں''

31/مئی 2013ء- شمارہ 22

☆ محترم چودھری غلام سرور واڑائچ صاحب
ازمکرم فرید احمد بھٹی صاحب

☆ محترم حافظ عبدالکریم خان صاحب خوشابی
ازمکرم عبدالعزیز خان صاحب

☆ ہیلن کیلر ازمکرم ڈاکٹر ملک نسیم اللہ خان صاحب

☆ محترم سید ندیم احمد شاہ صاحب
ازمکرم محمد اشرف کاہلوں صاحب

☆ اعزازات (مکرمہ عائشہ رفعت صاحبہ۔ اسلام آباد + عزیزم حماد احمد زاہد۔ ربوہ+مکرم بشیر احمد ناصر صاحب۔ کینیڈا)

☆ مکرم ابن کریم صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:
''کس راہ سے میں گزروں کس کس سے پتہ پوچھوں''

7/جون 2013ء- شمارہ 23

☆ محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب
ازمکرم حافظ مظفر احمد صاحب + مکرم لطف الرحمٰن محمود صاحب+مکرم محمد افضل متین صاحب

☆ محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب کی یاد میں کہی گئی مکرم چودھری شبیر احمد صاحب کی ایک نظم میں سے انتخاب:
''رحلت سے ایک عالمِ کے عالَم ہے غمزدہ''

14/جون 2013ء- شمارہ 24

☆ محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب
ازمکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ + مکرم اظہار احمد بزمی صاحب+مکرم حافظ عبدالحمید صاحب

☆ مکرم ناصر احمد سید صاحب کی ایک نعت رسول مقبول ﷺ سے انتخاب:
''تاباں ہے بڑی شان سے اب ارض وسما پر''

21/جون 2013ء- شمارہ 25

☆ مکرم شیخ اشرف پرویز صاحب، مکرم شیخ مسعود جاوید صاحب اور مکرم شیخ آصف مسعود صاحب آف فیصل آباد کی شہادت

☆ محترم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی شہید
ازمکرم مبشر احمد رند صاحب

☆ محترم ماسٹر منصور احمد بٹ صاحب
ازمکرم عرفان احمد بٹ صاحب

☆ شہدائے فیصل آباد کی یاد میں مکرم آفتاب احمد اختر صاحب کی ایک نظم سے انتخاب:
''رہِ خدا میں جو مارے جائیں، نہ کوئی مُردہ انہیں بتائے''

28/جون 2013ء- شمارہ 26

☆ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
ازمکرم ماجد احمد خان صاحب

☆ مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کا ایک قطعہ:
''ہولے ہولے بدلے جاتے ہیں مکانوں کے مکیں''

5/جولائی 2013ء- شمارہ 27

☆ صحابہ مسیح موعودؑ کے تقویٰ کی روشن مثالیں
ازمکرم محمد اشرف کاہلوں صاحب

☆ زندگی کا ایک ناقابل فراموش واقعہ
ازمکرم جلال الدین شاد صاحب

☆ احمدیت کی طرف میرا سفر
ازمکرم آدم عابد الیگزینڈر صاحب

☆ مکرم مظفر منصور صاحب کی ایک نظم میں سے انتخاب:
''تم ہی کہوائے قبلۂ حاجات کس لئے''

☆ مکرم راجہ محمد یوسف صاحب کی ایک غزل سے انتخاب:
''مضطرب، بے کل، سراپا جستجو، بکھرا ہوا''

☆ مکرم مبشر احمد محمود صاحب کی ایک غزل سے انتخاب:
''اس شہر میں چلی ہے یہ رسمِ وفا جُدا''

12/جولائی 2013ء- شمارہ 28

☆ سمتھ پگٹ (John Hugh Smyth-Pigott)
ازمکرم طاہر اعجاز صاحب

☆ مکرم رانا محمد سلیم صاحب شہید از مکرم رانا عبدالرزاق خان صاحب+مکرم محمد سلیم ناصر صاحب

☆ مکرم اطہر حفیظ فراز صاحب کی ایک نظم میں سے انتخاب:
''اپنی ذاتوں کے حصاروں کو گرانا ہوگا''

19/جولائی 2013ء- شمارہ 29

☆ حضرت طلحہ بن براء انصاریؓ ازمکرم حافظ مظفر احمد صاحب

☆ محترمہ نواب بیگم صاحبہ
ازمکرم پروفیسر مرزا مبشر احمد صاحب

☆ کرین کی ایجاد اور ارشمیدس ازمکرم احمد سعود ناز صاحب

☆ مکرم ناصر احمد سید صاحب کے کلام سے انتخاب:
''بخت والے جہاں پہ رہتے ہیں''

☆ مکرم محمود الحسن صاحب کی ایک نعت میں سے انتخاب:
''ان کے ہونے سے ہی پُرنُور سویرا ہوگا''

26/جولائی 2013ء- شمارہ 30

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بارہ میں حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالویؓ کی روایات از خاکسار (محمود احمد ملک)

☆ حضرت مصلح موعودؓ کے بارہ میں مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک نظم میں سے انتخاب:
''تھی خبر جس کی صحائف میں تُو وہ محمود تھا''

2/اگست 2013ء-شمارہ 31

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بارہ میں حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالویؓ کی روایات از خاکسار (محمود احمد ملک)

☆ مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کی ایک نظم سے انتخاب:
''سرور وراحت خاطر ترا خدا حافظ''

☆ محترم چودھری شبیر احمد صاحب کی نظم سے انتخاب:
''گاہے گاہے دل نادان مچل جاتا ہے''

9/اگست 2013ء- شمارہ 32

☆ حضرت مصلح موعودؓ کے بارہ میں حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالویؓ کی چند روایات از خاکسار (محمود احمد ملک)

16/اگست 2013ء- شمارہ 33

☆ محترم شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی کے بارہ میں جناب محمد طفیل صاحب کی یادداشتیں

☆ مکرم اطہر حفیظ فراز صاحب کی ایک نظم میں سے انتخاب:
''زمیں، آسماں اور ہوا دوستو!''

23/اگست 2013ء- شمارہ 34

☆ محترم سردار محمود احمد صاحب عارف درویش
ازمکرم نصیر احمد صاحب عارف

☆ دو احمدی تیراک کے اعزازات
(مکرم فرخ شہزاد صاحب+مکرم تنویر احمد صاحب)

☆ مکرم اعظم نوید صاحب کی ایک نعت میں سے انتخاب:
''کچھ اس طرح تری یادوں کا ذکر چلنے لگا''

☆ مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی نعت میں سے انتخاب:
''نعت لکھنے کا نہیں مجھ بے ہنر میں حوصلہ''

30/اگست 2013ء-شمارہ 35-36

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ کی روایات
ازمکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

☆ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پہلا فوٹو
(چند تاریخی حقائق پر مشتمل مضمون)
ازمکرم بشیر احمد ملک صاحب

13/ستمبر 2013ء-شمارہ 37

☆ محترم چودھری محمد انور حسین صاحب کی خلافت احمدیہ سے والہانہ محبت ازمکرم محمود مجیب اصغر صاحب

☆ مکرم لطف الرحمٰن محمود صاحب کی ایک غزل سے انتخاب
''لختِ جگر و ہمدم و احباب سب گئے''

☆ مکرم سعادت اکرم صاحب کی ایک نظم سے انتخاب
''خلافت جُوئے شیریں ہے خلافت آسمانی ہے''

20/ستمبر 2013ء-شمارہ 38

☆ حضرت محمد بن مسلمہؓ ازمکرم حافظ مظفر احمد صاحب

☆ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ
ازمکرم نذیر احمد سانول صاحب

☆ مکرم احمد مبارک صاحب کی ایک نظم سے انتخاب:
''مجھے رستہ دکھانے کو ستارہ دُور تک پہنچا''

☆ مکرم صادق باجوہ صاحب کی نظم سے انتخاب:
''زمیں بھی تخلیق کی گئی ہے، فلک بھی جس کے لئے بنایا''

27/ستمبر 2013ء-شمارہ 39

☆ جرمن شاعر گوئٹے اور توحید ازمکرمہ م۔م۔رامہ صاحبہ

☆ محترم گیانی عبداللطیف صاحب درویش قادیان

☆ محترمہ حمیدہ ظہیر صاحبہ ازمکرمہ الف حیدری صاحبہ

☆ مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی نظم سے انتخاب:
''کب منتشر دلوں کو امامت نصیب ہے''

4/اکتوبر 2013ء-شمارہ 40

☆ رلیا رام اور مارٹن کلارک کے مقدمات کا پس منظر
ازمکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب

☆ اعزازات (مکرمہ فرح جنود صاحبہ۔ سرگودھا+مکرم سید مطہر جمال احمد شاہ صاحب۔ ربوہ)

☆ مکرم فرید احمد ناصر صاحب کی حمد باری تعالیٰ سے انتخاب:
''ترے جمال کا قصہ مرے خیال میں تھا''

☆ مکرم انور ندیم علوی صاحب کی ایک نظم سے انتخاب:
''قرآں کو دیں گے عزت، جو دل سے اور جاں سے''

☆ مکرم راجہ غالب احمد صاحب کی نظم میں سے انتخاب:
''کچھ دن ہم بھی اُداس رہے پھر صبح وہی پھر شام وہی''

11/اکتوبر 2013ء-شمارہ 41

☆ حضرت میاں شہامت خان صاحبؓ

☆ مکرم صاحبزادہ سید عبداللہ شاہ صاحب
ازمکرم ڈاکٹر طارق احمد مرزا صاحب

☆ محترمہ محمودہ ثروت بیگم صاحبہ ازمکرم فہیم احمد صاحب

☆ مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی نظم میں سے انتخاب:
''بے پردگی سے بہنو! ہے اجتناب لازم''

18/اکتوبر 2013ء-شمارہ 42

☆ ''میرا سائنسی شریک کار، عبدالسلام''
از پروفیسر جوگیش پتی
(مترجم جناب زکریا ورک صاحب)

☆ مکرم مبارک احمد ظفر صاحب کے کلام میں سے انتخاب:
'شش جہت نور سے جگمگانے لگے دہر میں گونجتی ہے اذاں ساتھیو'

25/اکتوبر 2013ء-شمارہ 43

☆ مکرم مہر مختار احمد صاحب سرگانہ
ازمکرم نذیر احمد سانول صاحب

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی دعا کا معجزہ
ازمکرم رانا مبارک احمد صاحب

☆ مکرم انصر رضا صاحب کی ایک غزل میں سے انتخاب:
''کیا اسی طرح سے آغاز ہوا کرتا ہے''

یکم نومبر 2013ء-شمارہ 44

☆ گیمبیا میں بعض ایمان افروز واقعات (قسط اوّل)
ازمکرم داؤد احمد حنیف صاحب مربی سلسلہ

☆ مکرم مسعود احمد چودھری صاحب کی نظم سے انتخاب:
''یہ عزت، آبرو، عظمت، خلافت کے ہی دَم سے ہے''

☆ مکرم عبدالصمد قریشی صاحب کی نظم میں سے انتخاب:
''دل کے جذبات کی توقیر دکھائی دے ہے''

8/نومبر 2013ء-شمارہ 45

☆ گیمبیا میں بعض ایمان افروز واقعات (قسط دوم)
ازمکرم داؤد احمد حنیف صاحب مربی سلسلہ

☆ مکرم حفیظ احمد شاکر صاحب کی شہادت

☆ مکرم رائے عطا محمد منگلا صاحب کی وفات

15/نومبر 2013ء-شمارہ 46

☆ محترم ڈاکٹر عطاء الرحمٰن صاحب سابق امیر ضلع ساہیوال
ازمکرم میاں نصیر احمد صاحب

☆ محترم چوہدری رحمت خان صاحب (سابق امام مسجد فضل لندن) ازمکرم خواجہ منظور صادق صاحب

22/نومبر 2013ء-شمارہ 47

☆ محترم ڈاکٹر خیر الدین بٹ صاحب
ازمکرمہ ر۔ت۔خان صاحبہ

☆ مکرم مبارک احمد ظفر صاحب کی ایک نظم سے انتخاب:
''کسی صحنِ سینہ میں جشن سا، اہتمام ہے ترے ذکر کا''

29/نومبر 2013ء-شمارہ 48

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا شوقِ نماز
ازمکرم محمد افضل متین صاحب

☆ محترم میاں لئیق احمد صاحب ازمکرمہ ن۔لئیق صاحبہ

☆ مکرم ناصر احمد سید صاحب کی ایک نظم سے انتخاب:
''کریں شکر کیسی زباں سے خدایا''

6/دسمبر 2013ء-شمارہ 49

☆ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ازمکرم حافظ مظفر احمد صاحب

☆ مکرم ابن کریم صاحب کی ایک نظم میں سے انتخاب:
''یہ بجا ہے وقت ہے عصر کا اور شام سی ہے تنی ہوئی''

13/دسمبر 2013ء-شمارہ 50

☆ محترم چودھری محمد صادق صاحب (واقف زندگی)
ازمکرم محمد محمود طاہر صاحب مربی سلسلہ

☆ محترم ناصر احمد صاحب عرف بہادر شیر
ازمکرم رانا عبدالرزاق خان صاحب

20/دسمبر 2013ء-شمارہ 51

☆ حضرت مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین

☆ محترمہ بی بی غلام سکینہ صاحبہ
ازمکرم ناصر احمد ظفر صاحب بلوچ

☆ مکرمہ نصرت جہاں صاحبہ ازمکرمہ ر۔داؤد صاحبہ

☆ مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی نظم سے انتخاب:
''عشق میں جب سے دل کو ہارا ایک صدی سے اُوپر ہے''

27/دسمبر 2013ء-شمارہ 52

☆ مکرم ڈاکٹر شاہ محمد شمیم صاحب
ازمکرم ڈاکٹر طلعت جہاں صاحبہ

☆ 'برج خلیفہ' ازمکرم عبدالرشید آرکیٹیکٹ صاحب

☆ مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کی نظم سے انتخاب:
''جو راہِ حق میں دیا سوسروں کا نذرانہ''

☆ 2013ء میں الفضل ڈائجسٹ کی زینت بننے والے مضامین کی مکمل فہرست

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 8 جون 2010ء میں مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کی ایک نظم شائع ہوئی ہے جس میں شہدائے لاہور کو خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ اس نظم سے انتخاب پیش ہے:

جو راہ حق میں دیا سوسروں کا نذرانہ
خدائے عزّوجل تُو قبول فرمانا
ہراس وخوف کی کوئی رمق نہیں دل میں
کہ کارزارِ محبت میں کیسا گھبرانا
جو کر رہے ہو خدا سے چھپاؤ گے کیسے
فقیہہ مصلحت بیں کو یہ بات سمجھانا
مجھے پہنچنا ہے صبر و رضا کی منزل پر
اے سیلِ اشک مرے راستے سے ہٹ جانا
جو عہدِ بیعت کیا اس کی پاسداری کو
لہو سے دستخط ہم کر رہے ہیں روزانہ

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

January 3, 2014 – January 9, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday January 3, 2014

00:05	World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:05	Yassarnal Quran
01:35	Huzoor's Tour Of Bradford: This programme documents Huzoor's visit to East Yorkshire, inspection of the Bradford Mosque and laying of the foundation stone of Al Mahdi Mosque in Hartlepool.
02:35	Japanese Service
03:35	Tarjamatul Quran Class: Recorded on February 18, 1997.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 420
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Quran: An Urdu programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:10	Huzoor's Tour Of UK: This programme documents Huzoor's visit to Ilkley, Yorkshire.
08:00	Siraiki Service
08:25	Rah-E-Huda: An interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
10:00	Indonesian Service
11:00	Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
11:35	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:00	Quran Sab Se Acha
12:30	Dars-e-Hadith
13:00	Live Friday Sermon
14:15	Ahmadiyyat in Australia
14:40	Shotter Shondane: Recorded on February 25, 2010.
15:45	Islami Mahino Ka Ta'aruf: A series of programmes about Islam's Lunar calendar.
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:30	Live Al-Hiwar-ul-Mubashir: A live discussion programme in Arabic.
20:30	Ahmadiyyat in Australia
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-E-Huda

Saturday January 4, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an.
00:35	Yassarnal Quran
01:10	Huzoor's Tour Of UK
02:10	Friday Sermon: Recorded on January 3, 2014.
03:20	Rah-E-Huda
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 421
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:00	Jalsa Salana Germany Address: Recorded on June 26, 2011.
08:00	International Jama'at News
08:35	Question And Answer Session: Recorded on September 25, 1997.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on January 3, 2014.
12:15	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30	Al-Tarteel
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.
14:05	Bangla Shomprochar
15:05	From Democracy To Extremism: A series of studio discussions, examining the violation of the fundamental rights of the Ahmadiyya Muslim Community in Pakistan in 1974.
16:00	Live Rah-E-Huda
17:35	Al-Tarteel
18:05	World News
18:30	Live Al-Hiwar-ul-Mubashir: A live discussion programme in Arabic.
20:35	International Jama'at News
21:05	Rah-E-Huda
22:40	Story Time: A children's programme featuring Islamic stories, teaching various aspects of religious and moral values.
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday January 5, 2014

00:10	World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:55	Al-Tarteel
01:25	Jalsa Salana Germany Address
02:30	Story Time
02:50	Friday Sermon: Recorded on January 3, 2014.
04:05	From Democracy To Extremism
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 422
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Quran
07:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam And Atfal: Recorded on October 12, 2013 in Melbourne, Australia.
08:20	Faith Matters: An informative and contemporary English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
09:10	Question And Answer Session: Part 2, recorded on March 19, 1994.
10:00	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on February 3, 2012.
12:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Quran
13:00	Friday Sermon: Recorded on January 3, 2014.
14:10	Shotter Shondhane: Recorded on February 25, 2010.
15:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam And Atfal [R]
16:20	Ashab-e-Ahmad
17:00	Kids Time
17:30	Yassarnal Quran
18:05	World News
18:30	Live Al-Hiwar-ul-Mubashir: A live discussion programme in Arabic.
20:35	One Minute Challenge
21:10	Press Point: Repeat of an interactive programme discussing news stories around the world relating to Islam.
22:15	Friday Sermon [R]
23:20	Question And Answer Session [R]

Monday January 6, 2014

00:10	World News
00:30	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:40	Yassarnal Quran
01:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam And Atfal
02:15	One Minute Challenge
02:50	Friday Sermon: Recorded on January 3, 2014.
03:50	Real Talk
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 423
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Al-Tarteel
07:05	Huzoor's Tour Of UK: A programme documenting the inspection of Darul Barakat Mosque in Birmingham by Huzoor.
07:35	International Jama'at News
08:10	Medical Matters
08:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on June 7, 1999.
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on October 18, 2013.
11:20	Apple of Kashmir
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35	Al-Tarteel
13:05	Friday Sermon: Recorded on March 14, 2008.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Apple of Kashmir
15:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
16:00	Rah-E-Huda
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Huzoor's Tour Of UK
18:50	Shama'il-e-Nabwi
19:30	Press Point
20:35	Rah-E-Huda
22:05	Friday Sermon [R]
22:50	Apple of Kashmir
23:20	Shama'il-e-Nabwi

Tuesday January 7, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55	Al-Tarteel
01:25	Huzoor's Tour Of UK
01:55	Kids Time
02:30	Medical Matters
03:05	Friday Sermon
03:55	Shama'il-e-Nabwi
04:30	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
05:00	Liqa Maal Arab: Session no. 424
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
07:00	Jalsa Salana Germany Address: Recorded on June 26, 2011.
08:00	Hamari Taleem
08:30	Australian Service
09:00	Question And Answer Session: Recorded on March 19, 1994.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered by January 3, 2013.
12:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Quran
13:00	Real Talk
14:00	Bangla Shomprochar
15:15	Spanish Service
15:45	Seminar Seerat-un-Nabi
16:45	Quiz General Knowledge
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:30	Jalsa Salana Germany Address [R]
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on January 3, 2013.
20:35	Hamari Taleem
21:00	From Democracy To Extremism
22:00	Australian Service
22:35	Ahmadiyyat in Spain: Ahmadiyya in Spain in Urdu
23:00	Question And Answer Session [R]

Wednesday January 8, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Quran
01:20	Jalsa Salana Germany Address
02:20	Quiz General Knowledge
03:00	Australian Service
03:30	Seminar Seerat-un-Nabi
04:35	Ahmadiyyat in Spain
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 425
06:05	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:35	Al-Tarteel
07:05	Jalsa Salana Germany Address: Recorded on June 25, 2011.
08:00	Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
09:00	Question And Answer Session: Part 1, recorded on May 24, 1997.
10:05	Indonesian Service
11:05	Swahili Service
12:05	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:40	Al-Tarteel
13:10	Friday Sermon: Recorded on March 7, 2008.
14:15	Bangla Shomprochar
15:15	Deeni-O-Fiqahi Masail
15:45	Signs Of The Latter Days
16:30	Faith Matters
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:30	Jalsa Salana Germany Address [R]
19:30	Real Talk
20:30	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00	Signs Of The Latter Days
22:00	Friday Sermon [R]
23:05	Intikhab-e-Sukhan

Thursday January 9, 2014

00:10	World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:00	Al-Tarteel
01:35	Jalsa Salana Germany Address
02:45	Deeni-O-Fiqahi Masail
03:25	Quranic Archeology
03:50	Faith Matters
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 416
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:45	Yassarnal Quran
07:15	Huzoor's Tour Of Scandinavia: Recorded on September 6, 2005.
07:55	Beacon of Truth
09:00	Tarjamatul Quran Class: Recorded on February 11, 1997.
10:05	Indonesian Service
11:10	Pushto Muzakarah
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Quran
13:00	Beacon Of Truth
14:00	Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on January 3, 2013.
15:05	Al-Maa'idah
15:40	Maseer-E-Shahindgan
16:15	Tarjamatul Quran Class [R]
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:30	Huzoor's Tour Of Scandinavia [R]
19:30	Faith Matters
20:25	Innocence Of The Holy Prophet
21:00	Tarjamatul Quran Class [R]
22:25	Al-Maa'idah
23:00	Beacon Of Truth

Please note MTA2 will be showing French & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 20 | Friday 27 December , 2013 | Issue No. 52

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ نیوزی لینڈ 2013ء

آسٹریلیا سے نیوزی لینڈ کے لئے روانگی۔ نیوزی لینڈ میں ورود مسعود، مسجد بیت المقیت میں آمد اور والہانہ استقبال۔

Maori بادشاہ کی طرف سے حضور انور کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب۔ استقبالیہ تقریب کی براہ راست ماؤری ریڈیو پر کوریج۔

Rotorua کے علاقہ کی سیر۔ ہملٹن گارڈنز کا وزٹ۔ انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔

آسٹریلیا کے سرکاری ریڈیو SBS پر حضور انور کے انٹرویو کی کوریج۔

بچوں اور بچیوں کی حضور انور کے ساتھ الگ الگ کلاسز کا انعقاد۔ مسجد بیت المقیت کی مختصر تاریخ۔

پروفیسر کلیمنٹ ریگ صاحب کا ذکر خیر

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

28 اکتوبر بروز سوموار 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بجے ''مسجد بیت الہدیٰ'' میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دنیا کے مختلف ممالک سے موصول ہونے والی فیکسز، خطوط اور رپورٹس پر ہدایات سے نوازا۔

آسٹریلیا سے نیوزی لینڈ کے لئے روانگی

آج آسٹریلیا سے نیوزی لینڈ کے لئے روانگی کا دن تھا۔ احباب جماعت مرد و خواتین اور بچوں، بچیوں کی ایک بڑی تعداد صبح سے ہی ''مسجد بیت الہدیٰ'' کے بیرونی احاطہ میں جمع تھی۔ سڈنی کی جماعتوں کے علاوہ برزبن، میلبورن اور ایڈیلیڈ سے بھی احمدی احباب بڑے لمبے سفر کر کے اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے پہنچے تھے۔ بذریعہ سڑک آنے والے بارہ گھنٹے سے زائد کا سفر کر کے پہنچے تھے۔ یہ سبھی عشاق دو رویہ قطاروں میں اپنے آقا کے انتظار میں کھڑے تھے۔ روانگی کے لمحات قریب آ رہے تھے۔ بچیاں الوداعی دعائیہ نظمیں پڑھ رہی تھیں۔ ان سب لوگوں کے لئے یقیناً اداسی کا ماحول تھا۔ بعض نے تو اپنی آنکھوں پر ضبط کر رکھا تھا جو نہ کر سکے ان کی آنکھوں سے آنسو امڈ آئے تھے۔

نو بجکر پینتالیس منٹ پر حضور انور اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور احباب کے پاس سے گزرتے ہوئے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور اجتماعی دعا کروائی اور احباب جماعت کے پُرجوش نعروں اور خدا حافظ، فی امان اللہ کی دعاؤں کے جلو میں سڈنی کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ Kings Ford Smith کے لئے روانگی ہوئی۔ حضور انور کی گاڑی چلتی رہی اور احباب پیچھے سے مسلسل اپنے ہاتھ ہلاتے رہے۔

دس بجکر تیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایئرپورٹ پر تشریف آوری ہوئی۔ حضور انور کی ایئرپورٹ پر آمد سے قبل سامان کی بکنگ، بورڈنگ کارڈ کے حصول اور امیگریشن کی کارروائی مکمل ہو چکی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایئرپورٹ پر آنے والے جماعتی عہدیداران اور احباب جماعت کو اپنا ہاتھ بلند کرتے ہوئے السلام علیکم کہا اور سپیشل لاؤنج میں تشریف لے آئے۔

حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے مکرم امیر صاحب آسٹریلیا اور بعض دیگر جماعتی عہدیداران VIP لاؤنج تک ساتھ آئے۔ صدر صاحبہ لجنہ آسٹریلیا اور امیر صاحب آسٹریلیا کی اہلیہ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کو الوداع کہنے کے لئے VIP لاؤنج تک ساتھ آئیں۔

سوا بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب جہاز پر سوار ہونے کے لئے لاؤنج سے باہر تشریف لائے تو جماعتی عہدیداران نے اپنے پیارے آقا سے مصافحہ کی سعادت حاصل کی۔

مکرم امیر صاحب آسٹریلیا محمود احمد شاہد صاحب جہاز کے دروازہ کے قریب تک حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے آئے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت امیر صاحب کو شرف مصافحہ سے نوازا۔ ایک اور نہایت مخلص احمدی دوست مکرم سہیل احمد صاحب جو آسٹریلین ایئر لائن Qantas Air میں کام کرتے ہیں۔ جہاز کے دروازہ تک حضور انور کے ساتھ آئے اور ان کو یہ سعادت بھی عطا ہوئی کہ آسٹریلیا میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے میلبورن اور برزبن کے سفروں کے انتظامات اور ایئرپورٹ پر جملہ انتظامات نہایت اعلیٰ اور احسن رنگ میں کرنے کی توفیق ملی۔ جزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا و الآخرۃ۔ موصوف نے بھی جہاز کے اندر جانے سے قبل اپنے پیارے آقا سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ بعد ازاں حضور انور جہاز کے اندر تشریف لے گئے۔

آسٹریلین ایئر لائن Qantas Air کی پرواز QF145 بارہ بجکر پینتیس منٹ پر نیوزی لینڈ کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ آک لینڈ (Auckland) کے لئے روانہ ہوئی۔

نیوزی لینڈ میں ورود مسعود
مسجد بیت المقیت آمد اور والہانہ استقبال

تین گھنٹے پندرہ منٹ کے سفر کے بعد نیوزی لینڈ کے مقامی وقت کے مطابق پانچ بجکر پچاس منٹ پر جہاز آک لینڈ (Auckland) کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اترا۔ (نیوزی لینڈ کا وقت آسٹریلیا سے دو گھنٹے آگے ہے) جہاز کے دروازہ پر مکرم اقبال احمد صاحب نیشنل صدر جماعت نیوزی لینڈ اور مکرم شفیق الرحمٰن صاحب مبلغ سلسلہ نیوزی لینڈ نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ اس موقع پر پولیس انسپکٹر راکیش نائیڈو گر پریت صاحب بھی حضور انور کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ موصوف حکومتی محکمہ کی طرف سے حضور انور کی سیکیورٹی کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

نیشنل صدر صاحبہ لجنہ مکرمہ بشریٰ اقبال صاحبہ اور مکرمہ عظمیٰ رحمان اور فرزانہ شاہد صاحبہ نے حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کو خوش آمدید کہا۔

امیگریشن کی کارروائی کے لئے خصوصی طور پر ایک ڈیسک معین کیا گیا تھا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک خصوصی راستہ سے ایئرپورٹ سے باہر تشریف لائے جہاں گیٹ کے پاس ہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے گاڑی پارک کی گئی تھی۔ یہاں پر نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران اور دیگر جماعتی عہدیداران نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور اپنے پیارے آقا سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔

بعد ازاں یہاں سے روانگی ہوئی۔ نیوزی لینڈ میں قیام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور قافلہ کے ممبران کی رہائش کا انتظام Quest Serviced Apartments میں کیا گیا تھا۔ چھ بجکر تیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہوٹل Quest میں تشریف آوری ہوئی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

پونے سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسی ہوٹل کے ایک ہال میں نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

پروگرام کے مطابق آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور جماعت کے مرکزی سینٹر ''مسجد بیت المقیت'' کے لئے روانگی ہوئی۔ آٹھ بجکر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ''مسجد بیت المقیت'' تشریف آوری ہوئی۔ جہاں احباب جماعت مرد و زن اور بچوں بچیوں نے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور مسجد کے اندر تشریف لے گئے اور نئی تعمیر ہونے والی مسجد کا معائنہ فرمایا اور اس کے مختلف حصے دیکھے۔ کچن لنگر خانہ بھی نیا تیار کیا گیا ہے۔ حضور انور نے اس کا بھی معائنہ فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ کچن کو یہاں کے معیار کے مطابق مزید بہتر بنائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ساڑھے آٹھ بجے مسجد بیت المقیت میں نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے آئے۔

......☆☆☆......

ملک نیوزی لینڈ دو بڑے جزیروں اور کئی چھوٹے جزیروں پر مشتمل ہے۔ بڑے جزائر کو شمالی اور جنوبی جزائر کہا جاتا ہے۔ نیوزی لینڈ کے شمال مغرب میں دو ہزار میل کے فاصلے پر آسٹریلیا واقع ہے۔

نیوزی لینڈ کے قریب ترین ہمسایہ ممالک میں New Caledonia، فجی اور Tonga واقع ہیں۔ نیوزی لینڈ کی آبادی 4.4 ملین ہے۔ اس میں 80 فیصد یورپی نژاد ہیں۔ یہاں کے مقامی باشندوں کو Maori کہا جاتا ہے۔ ان کی شرح قریباً 15 فیصد سے زائد ہے۔

نیوزی لینڈ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے باقاعدہ جماعت احمدیہ کا قیام 1987ء میں ہوا۔ اور آج جماعت

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں